مرشدِ کامل اکمل

اَللّٰہُ

مُحَمَّد ﷺ

فیضانِ نظر

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان **مُحَمَّد اَصغر علی** صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تالیف:

خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان **مُحَمَّد نجیبُ الرَّحمٰن** صاحب مدظلہ الاقدس سروری قادری



الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ ﷺ

مرشدِ کامل اکمل

فیضانِ نظر

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان **محمد اصغر علی** صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تالیف:

خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان **محمد نجیب الرحمٰن** صاحب مدظلہ الاقدس سروری قادری



سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

سلطان الفقر ہاؤس

4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ

ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

PTCL 042:35031210

نام کتاب	مرشدِ کامل اکمل
ترتیب وتالیف	خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن صاحب سروری قادری مدظلہ الاقدس
ناشر	محمد ناصر حمید سروری قادری
پرنٹر	آر۔ ٹی پرنٹرز لاہور
بارِ اوّل	ستمبر 2005ء سلسلہ سروری قادری (المرتضیٰ: 20 ہدایت اللہ بلاک مصطفی ٹاؤن لاہور)
بارِ دوم	اپریل 2006ء ایضاً (ترمیم اور اضافہ کے ساتھ نیا ایڈیشن)
بارِ سوم	دسمبر 2007ء (ایضاً)
بارِ چہارم	ستمبر 2008ء (سلطان الفقر پبلیکیشنز۔ مصطفی ٹاؤن لاہور)
بارِ پنجم	ستمبر 2009ء (سلطان الفقر پبلیکیشنز۔ 4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن لاہور)
تعداد	1000
قیمت	35 روپے

سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور



سُلطان الفقر ہاؤس

4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

PTCL V Wireless 042:35031210

انتساب

مرشدِ کامل اکمل نُورالہدیٰ

سلطان الفقر

حضرت سخی سُلطان

محمد اصغر علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ

کے نام

جن کی غلامی میرا سرمایۂ حیات ہے

پیش لفظ

تمام تعریفیں اور حمد وثناء اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ قائم ہے اور زندہ، اسے نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ، جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے اس کا مالک وہی ہے۔ کوئی اس کی بارگاہ میں اس کے حکم کے بغیر شفاعت نہیں کر سکتا۔ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ جو کچھ پیچھے ہے یا آگے اور کوئی چیز اس کے علم کے باہر نہیں۔ اس کی کرسی زمین و آسمان کو گھیرے ہوئے ہے وہی عزت والا اور حکمت والا ہے۔ ہزار ہا درود وسلام سرورِ کائنات، نورِ مجسم، رحمتِ عالم، محبوبِ کبریا، شفیع روزِ جزا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات پر۔ جن پر اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے اور تمام مخلوق درود بھیجتی ہے۔ جو کائنات کی زندگی ہیں۔ انسان اور خدا کے درمیان وسیلہ ہیں۔ جن کی نگاہ کامل ہر دور میں طالبانِ مولیٰ پر دیدارِ حق تعالیٰ کا راستہ ہموار کرتی ہے۔ آپ موجود ہیں عاشقانِ حق تعالیٰ کے درمیان، سنتے ہیں اور ٹوٹے ہوئے دِلوں کو دیکھتے ہیں۔ اپنے محبت کرنے والوں سے کلام کرتے ہیں۔ طالبانِ مولیٰ اور مخلوق کے لیے رحمت ہیں۔

کتاب ''حقیقتِ اسمِ اللہ ذات'' کو صرف طالبانِ مولیٰ کی راہنمائی کے لیے شائع کیا گیا تھا تاکہ اس کے مطالعہ سے لوگوں پر اسمِ اللہ ذات کی حقیقت واضح ہو سکے اور وہ اس کے ذکر، تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ کے حصول کی کوشش کریں اور زندگی کے مقصد کو حاصل کریں لیکن اسمِ اللہ ذات اس وقت تک دل میں قرار نہیں پکڑتا اور حقیقت سے پردہ نہیں اٹھتا جب تک یہ کسی مرشد کامل سے حاصل نہ ہوا ہو۔ کتاب کے اندر ''اسمِ اللہ ذات اور مرشدِ کامل'' پر تھوڑا سا مواد شامل کیا گیا تھا تاکہ لوگوں پر مرشدِ کامل کی اہمیت اور ضرورت واضح ہو سکے۔

لیکن کتاب کی اشاعت کے بعد بہت سے لوگوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ اس موضوع پر علیحدہ ایک کتاب شائع کی جائے۔ کیونکہ ''مرشدِ کامل'' کی اہمیت پر جعلی پیروں، وراثتی گدی نشینوں اور ٹھگوں نے پردہ ڈال دیا ہے اور لوگوں کے دِلوں سے مرشدِ کامل کی تلاش کی تڑپ اور اس سے کچھ پانے کی آرزو مادیت اور دنیا نے نکال دی ہے۔ اسی لیے مرشدِ کامل کو تلاش کرنے والے بھی نہیں رہے۔ جب تلاش کرنے والے نہ رہے تو انہوں نے بھی اپنے آپ کو دنیا سے چھپا لیا۔ ہمارا یہ اصول رہا ہے کہ کتاب چھوٹی سے چھوٹی ہو اور اس کے اندر زیادہ سے زیادہ مواد موضوع کے مطابق شائع کیا جائے۔ کیونکہ کتاب جتنی موٹی اور بڑی ہوگی اسے پڑھنے والے اتنے ہی کم ہوں گے۔ آج کل نہ تو کتاب پڑھنے کی کسی کے پاس فرصت ہے اور نہ وقت ہر وقت دنیا کی بھاگ دوڑ ہے اور انسان دنیا کے لیے ہر لحہ بھاگ رہا ہے اور دوڑ ہے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی۔

''مرشدِ کامل اکمل'' طالبانِ حق کی راہنمائی کے لیے ترتیب دی گئی ہے کہ ''مرشدِ کامل اکمل'' کیا ہے؟ اس کی اہمیت کیا ہے؟ اور اس کے پاس جانے سے کیا ملتا ہے؟ قارئین ہمارا کتب شائع کرنے کا مقصد صرف یہ نہیں کہ اسے پڑھ کر اور سبحان اللہ کہہ کر ایک طرف رکھ دیا جائے۔ بلکہ اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ جس حقیقت کی طرف کتاب میں اشارہ کیا گیا ہے نہ صرف اس کو حاصل کیا جائے بلکہ اس پر عمل بھی کیا جائے۔ امید ہے تلاشِ مرشد کے لیے سرگردان طالبانِ حق کے لیے یہ کتاب راہنما ثابت ہوگی:

خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن صاحب مدظلہ الاقدس سروری قادری

وسیلہ کا مفہوم اور شرعی حیثیت

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

- یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (سورہ المائدہ 35)
- ترجمہ: اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور اللہ کی طرف وسیلہ پکڑو۔

اس آیت مبارکہ میں دو باتوں کا حکم ہوا ہے اول حق تعالیٰ تک رسائی دوم اس کو حاصل کرنے کے لیے وسیلہ پکڑنا، ڈھونڈنا یا تلاش کرنا۔

- وسیلہ کا لغوی معنی ''واضح راستہ اور ایسا ذریعہ ہے جو منزلِ مقصود تک پہنچا دے اور اس حد تک معاون و مددگار ہو کہ حاجت مند کی حاجت باقی نہ رہے۔ اور اس وسیلہ کی بدولت وہ مقصودِ زندگی حاصل کر کے مطمئن ہو جائے۔ لسان العرب (جلد 11 صفحہ 725) میں وسیلہ کی تعریف یوں کی گئی ہے ''جس کے ذریعے کسی دوسری چیز کا قرب حاصل کیا جائے اسے وسیلہ کہتے ہیں''
- شرعی اصطلاح میں وسیلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کسی ایسی ہستی کو وسیلہ بنایا جائے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہو۔ تصوف میں اس سے مراد مرشد ہادی، شیخ یا پیر ہے۔ جس نے راہِ سلوک طے کیا ہو اور اس راستہ کے نشیب و فراز سے واقف ہو بعض لوگ لفظ وسیلہ سے مراد ایمان لیتے ہیں۔ مگر تمام مفسرینِ حق کے نزدیک وسیلہ کا مطلب ایسا شیخ یا مرشدِ کامل ہے جو خود شناسائے راہ ہو اور راہِ وفا کی منزلیں طے کرتا ہوا حریمِ قدس تک پہنچ چکا ہو اور اب اس قابل ہو کہ امت کے ناقص و خام عوام کی راہنمائی کر سکے۔ اور اپنی روحانی قیادت میں انہیں شیطانی وساوس و خطرات اور نفس کی تباہ کاریوں اور رکاوٹوں سے بچا کر آگے لے جا سکے اِس صورت میں آیتِ کریمہ کا مطلب یہ ہوگا کہ ''اے لوگو! کسی ہادی کامل (مرشدِ کامل اکمل) کی تلاش کرو تا کہ رب تک پہنچ سکو۔ کیونکہ یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ کا خطاب ہی ان لوگوں سے کیا گیا ہے جو پہلے ہی ایمان لا چکے ہیں۔ اس لئے یہاں ایمان تلاش کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے یہ رائے کہ وسیلہ سے مراد ایمان ہے درست نہیں ہے کچھ لوگ وسیلہ سے

مراد عملِ صالح لیتے ہیں۔ لیکن اِس رائے کے خلاف یہ دلیل ہی کافی ہے کہ آیتِ کریمہ میں وسیلہ ڈھونڈنے یا تلاش کرنے کا حکم ملا ہے اعمال چونکہ غیر مرئی (جو نظر نہ آتے ہوں) ہوتے ہیں اس لیے انہیں تو ڈھونڈا نہیں جاسکتا اس لیے وسیلہ سے مرشدِ کامل مراد لینا ہی مناسب ہے۔ کیونکہ مرئی اور محسوس ہونے کی وجہ سے اِسے ڈھونڈا جاسکتا ہے اس رائے کو ترجیح دینے کی ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ کہ تمام اعمالِ صالحہ اس قابل نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب وحضور اور مشاہدہ حق تعالیٰ کا وسیلہ بن سکیں بلکہ وہی اعمال یہ مقام ومرتبہ حاصل کرتے ہیں جو غرور، تکبر، حسد وکدورت خود پسندی وریا کاری، اور نمود ونمائش کی آلائشوں سے پاک ہوں۔ اور اِن آلائشوں اور غلاظتوں سے وہی اعمال پاک رہ سکتے ہیں جو مرشدِ کامل کی زیرِ تربیت اور اس کی نگرانی (ظاہری وباطنی) میں انجام دیئے گئے ہوں۔ اس لیے یہ زیادہ مناسب ہے کہ وسیلہ سے مراد ہادئ صادق (مرشدِ کامل اکمل) ہو اور اس آیتِ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ مرشدِ کامل کی تلاش میں سُستی نہ کرو تاکہ وہ تمہیں اپنی نگاہِ کیمیا اثر، فیض، صحبت، قرب، اور روحانی اثرات وفیوضات سے منزلِ مقصود تک پہنچادے اور طالب کی اس طرح تربیت کرے کہ اس کے اعمال پاکیزہ ہوجائیں۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہیں مِلتا
یہ اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملادیتے ہیں

● — آج تک کسی ولی کامل کو ولایت، معرفتِ الٰہی اور مشاہدہ حق تعالیٰ بغیر کامل اکمل مرشد کی بیعت اور تربیت کے حاصل نہیں ہوا۔ امام غزالیؒ درس وتدریس کا سلسلہ چھوڑ کر حضرت یوسف نساجؒ کی قربت اور غلامی میں نہ آتے تو آج ان کا شہرہ نہ ہوتا مولانا رومؒ اگر شاہ شمس تبریزؒ کی غلامی اختیار نہ کرتے تو انہیں ہرگز یہ مقام نہ ملتا علامہ اقبالؒ کو اگر مولانا رومؒ سے روحانی فیض نہ ملتا تو وہ گل وبلبل کی شاعری میں ہی الجھ کر رہ جاتے اس طرح کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ قصہ مختصر کہ فقر وطریقت کی تاریخ میں آج تک کوئی بھی مرشد کی راہنمائی اور بیعت کے بغیر اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکا۔

حدیثِ مبارکہ ہے۔

☆ جس کا راہبر نہیں اس کا راہبر شیطان ہے (مسلم)

☆ پہلے رفیق تلاش کرو پھر راستہ چلو

☆ اس شخص کا دین ہی نہیں جس کا شیخ (مرشد) نہیں

بیعت کی شرعی حیثیت

ایمان باللہ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کو ضروری قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

● —— اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡھِم (سورہ الفتح 10)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) جو لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور ان لوگوں کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

● —— اس آیت میں انسانِ کامل (مرشدِ کامل) کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثابت ہے۔ جب رسولِ خدا ﷺ کے ساتھ بیعت ضروری ہے تو آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء کے ساتھ بھی بیعت کی وہی اہمیت ہے بلکہ پہلے سے زیادہ ہے۔ کیونکہ خدا کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری غیر موجودگی میں بیعت اور وسیلہ کی زیادہ ضرورت ہے۔

● —— دوسری بات یہ ہے کہ اللہ کریم نے صحابہ کرامؓ کو بتایا کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ انہوں نے صرف نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے بلکہ یہ سمجھیں کہ ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے اور اللہ سے بیعت کی ہے۔ بعد والوں نے صحابہ کرامؓ سے بیعت کی اور دو واسطوں سے خدا تک پہنچے پھر یہ واسطے اور وسیلے بڑھتے گئے یہاں تک کہ کئی صدیاں بیت گئیں۔ اب اگر کوئی ایسے مرشدِ کامل اکمل کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو بے شمار واسطوں اور وسیلوں سے اللہ اور رسول ﷺ تک پہنچتا ہے۔

● —— وہ پاکیزہ اور کامل اکمل لوگ جو سلسلہ در سلسلہ بیعت ہوتے آئے ہیں ان کا شجرہ طریقت حضور اکرم ﷺ تک پہنچ جاتا ہے ایسے برگزیدہ صفات لوگوں کو شیخِ اتصال کہتے ہیں اور اُن کے

درمیان کسی جگہ انقطاع نہیں ہوتا۔ ایسے کامل حضرات جس خوش بخت آدمی کو بیعت کر لیں اس کی روحانی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ قائم ہو جاتی ہے اور طریقت کی روح سے یہی سمجھا جاتا ہے گویا اس نے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کی ہے اور آپ کے وسیلہ سے اللہ تک پہنچ گیا ہے

بیعت کی اقسام

بیعت کی کئی اقسام ہیں مثلاً بیعتِ اسلام، بیعتِ خلافت، بیعتِ ہجرت، بیعتِ جہاد، بیعتِ تقویٰ، بیعتِ تصوف وطریقت، وہ امور جو تزکیۂ نفس یا تزکیۂ قلب سے تعلق رکھتے ہیں اور قرب ووصالِ الٰہی کا ذریعہ بنتے ہیں بیعتِ طریقت میں شامل ہیں اور اِسی کا رواج ہمیشہ سے چلا آرہا ہے۔ خلافتِ راشدہ کے خاتمہ کے بعد یہی بیعت مروج ہے .جب بنوامیہ اور بنوعباس کے خلفاء بیعتِ طریقت کی وجہ سے بزرگانِ دین سے حسد اور بغض کرنے لگے اور ان کو تکالیف اور ایذا پہنچانے لگے تو بیعتِ طریقت کا کام خفیہ طور سے ہونے لگا۔

مرشدِ کامل اکمل کا اندازِ تربیت

مرشد کامل اکمل طالبِ اللہ (مریدین) کی تربیت بالکل اسی طریقہ سے کرتے ہیں جس طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی تربیت فرمائی تھی۔قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اندازِ تربیت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

- یَتۡلُوا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡھِمۡ وَیُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ (سورہ الجمعہ 3)
- ترجمہ: میرا محبوب اِن کو آیات پڑھ کر سناتا ہے اور اُن کا تزکیۂ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

کتاب کے ساتھ معلم یعنی سکھانے والے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔نسخہ کے ساتھ طبیب کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن کی موجودگی میں شیخ یا

مرشد کی کیا ضرورت ہے؟ ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن کی موجودگی میں نبی یا رسول کی کیا ضرورت تھی؟ چنانچہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی صحابہ کرامؓ کو ضرورت تھی آج بھی ہمیں وہی ضرورت درپیش ہے۔ جس طرح اس زمانے میں رسول اللہ ﷺ کے بغیر ہدایت ناممکن تھی۔ اب بھی نائبِ رسول کے بغیر ہدایت ناممکن ہے۔ حیرت ہے علمائے ظاہر لوگوں کے درمیان اپنی ضرورت تو محسوس کرتے ہیں لیکن ایک ایسے شیخِ کامل کی ضرورت محسوس نہیں کرتے جو ان سے کئی گنا زیادہ عبادات، مجاہدات اور ریاضات کر کے ذاتِ حق کے قرب و معرفت کا شرف حاصل کر چکا ہو۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ پہلے تصوف اور صوفیائے کرامؒ کی مخالفت میں مشہور تھے لیکن بعد میں جب حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر حلاوتِ ایمان نصیب ہوئی تو جو شخص احکامِ شریعت اِن سے دریافت کرنے آتا تو خود بتا دیتے تھے لیکن جب کوئی شخص راہِ حقیقت دریافت کرنے آتا تو حضرت شیخ بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیتے تھے یہ دیکھ کر ان کے شاگردوں کو غیرت آئی اور عرض کیا کہ آپؒ اتنے بڑے عالم ہو کر لوگوں کو ایک صوفی کے حوالہ کیوں کر دیتے ہیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کے احکام کا علم ہے اور اُن کو اللہ کا علم ہے اِس لیے طالبانِ حق کو ان کے پاس بھیجتا ہوں۔

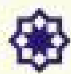
- آیت مذکور میں حق تعالیٰ نے منصبِ نبوت میں ان امور کو شامل فرمایا ہے۔ (1) آیات پڑھ کر سنانا یعنی دعوت دینا اور اللہ کے احکام پہچانا (2) تزکیۂ نفس کرنا (3) احکامِ الٰہی کی تعلیم دینا (4) حکمت (علمِ لَدُنی) عطا کرنا۔

- آج کل علمائے کرام بھی یہی کام کرتے ہیں لوگوں کے سامنے آیات پڑھتے ہیں لوگوں کو دین کی دعوت دیتے ہیں مطالبِ قرآن بھی سمجھاتے ہیں اور احکامِ قرآن کی تلقین بھی کرتے ہیں لیکن کیا بات ہے کہ رسول خدا ﷺ کی ہدایت سے تو لوگ جوق در جوق آکر اسلام قبول کرتے تھے لیکن علمائے کرام کے سامنے کوئی آدمی بھی اسلام قبول نہیں کرتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ کے اندر زبردست روحانی قوت موجود تھی اور آپ ﷺ کی محض زیارت اور آپ کی بات چیت اور صحبت سے لوگوں کے مراتب بلند ہو جاتے تھے۔ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسلام لانے سے قبل کئی یہودی ، نصاریٰ اور آتش پرست اربابِ روحانیت سے ملاقات کر چکے تھے لیکن کسی سے متاثر نہ ہوئے جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو چہرہ مبارک دیکھتے ہی کلمہ طیبہ پڑھ لیا اسی طرح برصغیر پاک و ہند میں اسلام صرف اولیاء کاملینؒ کی وجہ سے پھیلا۔


فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے (اقبالؒ)

اسی طرح جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک وہ مجھ سے اپنی جان، مال اور اولاد سے زیادہ محبت نہیں رکھتا تو یہ سن کر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ میں اپنے اندر یہ کیفیت محسوس نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم محسوس نہیں کرتے؟ اِس خطاب سے حضرت عمرؓ کے مراتب بلند ہو گئے اور فوراً عرض کیا کہ اب محسوس کرتا ہوں ایک دن آنحضرت ﷺ حضرت معاذ بن جبلؓ یا کسی اور صحابی کو یمن کا عامل مقرر کر کے بھیج رہے تھے انہوں نے عرض کیا کہ حضورؐ میرے اندر عامل بننے کی صلاحیت نہیں ہے آپ ﷺ نے اِن کے کندھے کو چھوا تو وہ فوراً چلا اٹھے کہ حضور اب وہ صلاحیت اپنے اندر محسوس کرتا ہوں۔ یہ ہے توجہ باطنی سے تزکیہء نفس کرنا۔ رسولِ خدا ﷺ کی طرح آپ ﷺ کے بعد کے خلفاء بھی باطنی توجہ سے تزکیہء نفس اور تصفیہء قلب اسی طرح کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں علماء کرام کی دھواں دھار تقریریں ناکام رہتی ہیں۔ وہاں اولیاء اللہ کی ادنیٰ سی باطنی توجہ سے مریدین کا تزکیہء نفس ہو جاتا ہے جس سے اِن کی روحوں میں قوتِ پرواز آجاتی ہے اور وہ مختلف منازل و مقامات طے کرتے ہوئے قربِ حق میں پہنچ جاتے ہیں اقبالؒ بھی ایمانِ کامل کے لیے مسلمانوں کا علاج کسی کامل کی نظر بتاتے ہیں۔


خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

آج کے حالات کے بارے میں آپؒ فکرمند نظر آتے ہیں

دل سوز سے خالی ہے نگہ پاک نہیں ہے
پھر اس میں عجب کیا کہ تو بے باک نہیں ہے

اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک
نہ زندگی نہ محبت نہ معرفت نہ نگاہ

قصہ مختصر کتاب وحکمت کی تعلیم مرشد کامل اکمل کے بغیر ممکن نہیں مرشد ہی طالب کو اس کی استطاعت کے مطابق شیطان اور نفس کی چالبازیوں سے بچاتا ہوا دارالامن (قربِ الٰہی) میں لے جاتا ہے۔ عام لوگوں کو تو اس علم کے نام سے بھی واقفیت نہیں چہ جائیکہ ان کو اس پر دسترس حاصل ہو۔

مرشد کامل اکمل کی اہمیت

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

- یَاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوااتَّقُوااللّٰہَ وَکُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (سورہ توبہ 119)
- اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور سچے لوگوں (صادقین) کے ساتھ ہو جاؤ۔

تقویٰ سے مراد قلب کا اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا ہے جتنا کسی انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا وہ اتنا ہی متقی ہوگا اور یہاں صادقین سے کیا مراد ہے؟ کہ جن کی ہمراہی کا حکم دیا جا رہا ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں اور ہم میں سے اکثریت نماز بھی ادا کرتی ہے اور نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کی تلاوت واجب ہے ہم ہر رکعت میں اللہ پاک سے یہ التجا کرتے ہیں کہ "ہمیں صراطِ مستقیم (سیدھا راستہ) عطا فرما۔ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا نہ کہ اُن لوگوں کا راستہ جو گمراہ اور مغضوب ہیں" اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ صراطِ مستقیم یا سیدھی راہ کونسی ہے؟ اب یہ بات تو حق ہے کہ سیدھی راہ قرآن اور سُنت ہی ہے لیکن دنیا کے اندر ہر مذہب اور گروہ اور پھر مسلمانوں میں ہر فرقے کا یہ اعلان ہے کہ وہ سیدھے راستے پر گامزن ہے مسلمانوں میں کوئی قرآن کا حوالہ دے کر یہ کہتا ہے کہ کیونکہ ہم قرآن کا علم زیادہ رکھتے ہیں اور اس کو زیادہ تلاوت

کرتے ہیں اس لیئے ہم صراطِ مستقیم پر ہیں۔لیکن قرآن یہ فرما رہا ہے:۔''اللہ بہت سے لوگوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو اس سے ہدایات دیتا ہے''(البقرہ26) لوگ قرآن پڑھتے ہیں لیکن ہدایت نہیں ملتی قرآن پڑھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قُرب ووصال سے محروم رہتے ہیں اور پھر بعض کی سوچ کا رُخ ہی بدل جاتا ہے اور گمراہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ ''مرزا غلام احمد قادیانی ملعون''۔ پھر کوئی حدیث کے علم میں ماہر ہے اور اُن کا کہنا ہے کہ ہم اہل الحدیث ہیں اس لیئے ہم سیدھے راستے پر ہیں۔ ہر ایک گروہ نے خود ہی صراطِ مستقیم کو متعین کر لیا ہے اور اپنے متعین کردہ راستے پر چل رہے ہیں اور اُسے صراطِ مستقیم سمجھ رہے ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یوں بھی اعلان فرما سکتا تھا''اے باری تعالیٰ مجھے سیدھا راستہ دکھا جو تیری کتاب اور تیرے محبوب کی سُنت کی راہ ہے'' لیکن قرآنِ مجید نے انعام یافتہ بندوں کا اعلان فرمایا کہ تیرے انعام یافتہ بندوں کی راہ چاہیے اور اُن کی ہی پیروی کرنی چاہیے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ انعام یافتہ بندے کون ہیں جن کی راہ پر چلنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

- قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔
- ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم مانے تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاؑء، صدیقین، شہدا اور صالحین۔ (النساء69)
- پہلا طبقہ انبیاء علیہم السلام کا ہے یہ ہر صورت انعام یافتہ ہیں ہی لیکن تین طبقات ایسے ہیں جو انبیاؑء نہیں غیر نبی ہیں۔ دوسرے نمبر پر صدیقین ہیں۔ اور قرآنِ پاک (سورہ توبہ 119) میں صدیقین کی ہمراہی کا ہی حکم دیا گیا ہے لیکن صدیقین کون ہیں؟

''پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہریؒ تفسیر ضیاء القران میں فرماتے ہیں۔

- ''صدیق فعل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اسکے لغوی معنی ہیں المبالغ فی الصدق نہایت راست باز اور گفتار ہے اور مقاماتِ قربِ الٰہی میں سے ایک مقام ہے''
- الشیخ محمد عبدہٗ لکھتے ہیں:

''صدیقین وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی فطرت اور جن کا باطن ہر گرد و غبار سے یوں

پاک صاف ہوتا ہے کہ جب اِن پر حق پیش کیا جاتا ہے تو بے ساختہ اس کو قبول کر لیتے ہیں خیر و شر کے درمیان انہیں التباس نہیں ہوتا بلکہ نگاہ جیسے سیاہ و سفید کے درمیان بے تکلف امتیاز کر لیتی ہے اسی طرح وہ حق و باطل اور خیر و شر میں امتیاز کر لیتے ہیں۔ یہ صدیقیت کا مرتبہ حضورِ اکرم ﷺ کے کئی جید صحابہؓ کو حاصل تھا اور صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جن کی زندگی کا ہر لمحہ اِسی صدیقیت کبریٰ کا مظہرِ اُتم ہے'' (تفسیر روح البیان)

''صدیقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو صدق والے ہیں اور تصدیق کرنے والے ہیں جن کے دِل اتنے صاف ہو چکے ہیں کہ جو وحی الٰہی اللہ تعالیٰ کے رسول کے قلبِ مبارک پر نازل ہوتی ہے جو حکم اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ بیان کرتا ہے وہ فوراً اس کی تائید کرتے چلے جاتے ہیں''۔

- نبی کے بعد صدیق اس لئے رکھا گیا کہ ہر کسی کو صحبتِ نبوت نصیب نہیں ہو سکتی اب قیامت تک کوئی قطبیت، غوثیت اور عبدیت کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر کیوں نہ فائز ہو جائے۔ وہ حضورِ اکرم ﷺ کے ادنیٰ سے ادنیٰ صحابیؓ کی گردِ پا کو بھی نہیں پا سکتا یہ شرفِ صحابیتؓ قیامت تک بند ہو گیا۔ جب ظاہری صحبت کا دور ختم ہو گیا تو اب ایک ایسی صورت پیدا کر دی کہ اُمت کو صدیق عطا فرما دیئے جو کوئی ان کی صحبت میں جائے گا بالواسطہ صحبتِ نبوی ﷺ کا فیض حاصل ہو گا۔

- غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔

اے انسان جب تو جملہ خواہشاتِ نفسانی سے پاک ہو کر اللہ عزوجل سے صدقِ دِل سے محبت کرے تو وہ تیرے دِل کو ایسا آئینہ بنا دے گا کہ جب تو ایسے آئینے میں جھانکے گا تو دنیا و آخرت کے اسرار و حقائق تیرے سامنے منکشف ہو جائیں گے۔

- صدیقیت کا آئینہ پرتوِ نبوت بن کر آفتابِ نبوت سے فیوضاتِ الٰہیہ حاصل کرتا ہے اور طالبانِ مولیٰ میں اسے تقسیم کرنے کا فریضہ ادا کرتا ہے۔

- صدیقیت ہی تقویٰ کا وہ اعلیٰ ترین مقام ہے جب انسان اس مقام پر پہنچتا ہے تو اسے خلعتِ ولایت سے سرفراز کر کے صدیقیت کے مقام پر فائز کیا جاتا ہے اب اس پر لوگوں کو تلقین وارشاد کرنا فرض ہو جاتا ہے قرآنِ کریم میں انہی لوگوں کی ہمراہی کا حکم دیا جا رہا ہے اور اِن

لوگوں کے بارے میں ہی قرآن فرما رہا ہے۔

o فَسئَلُوٓا اَھلَ الذِّکرِ اِن کُنتُم لَا تَعلَمُونَ o (الانبیآء۔7)

ترجمہ: اہلِ ذکر سے پُوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

''اب ذرا اس آیتِ مبارکہ پر غور کریں تو فوراً بات سمجھ میں آجائے گی یہاں پر فَسئَلُوا اَھلَ العِلم یعنی اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ علم سے پوچھ لو نہیں فرمایا گیا بلکہ فرمایا گیا اہلِ ذکر سے پوچھ لو۔ کیونکہ علم والے خود بھی ٹھوکر کھا سکتے ہیں کیونکہ علم وہ خبر ہے جس کا محل دماغ ہے جبکہ ذکر وہ خبر ہے جس کا محل لوحِ دِل ہے علم دماغ کی تختی پر لکھا جاتا ہے اور ذکر دِل کی تختی پر مرقوم ہوتا ہے قرآنِ پاک میں قلبی ذکر سے غافل لوگوں کی پیروی سے منع کیا گیا ہے۔

- اور اس کا کہنا ہر گز نہ مانیں جس کے دِل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ وہ تو خواہشاتِ نفس کا غلام ہے اور اس کا کام ہی حدیں پھلانگنا ہے۔ (الکھف 28)

قرآنِ پاک میں صدیقین (مرشدِ کامل) کے بارے میں ارشاد ہے۔

- اور پیروی کرو اِس شخص کے راستہ کی جو مائل ہوا میری طرف۔ (لقمان 15)
- وہ رحمٰن ہے سو پوچھ اُس کے بارے میں اُس سے جو اُس کی خبر رکھتا ہے۔ (الفرقان 59)
- پیروی کرو اللہ کی اور پیری کرو اللہ کے رسول ﷺ کی اور اس کی جو تم میں ''اولی الامر'' ہو (النساء 59)

اِن تمام آیاتِ مبارکہ میں صدیق یعنی مرشدِ کامل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس کی پیروی کی ہدایت کی گئی ہے سورہ النساء کی آیت نمبر 59 میں ''اولی الامر'' سے مراد بعض لوگ دنیاوی حکمران لیتے ہیں لیکن اولیاء کاملینؒ کے نزدیک اس سے مراد وہ صدیق بندہ ہے جو مرشدِ کامل ہو اور نائبِ رسول کے مرتبہ پر فائز ہو اور لوگوں کی باطنی تربیت جس کی ذمہ داری ہو ان ہی لوگوں کی اتباع اور پیروی کی طرف بار بار توجہ دلائی گئی ہے۔

- حضرت سخی سلطان باھوؒ مرشد کامل کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں

''وصالِ حق تعالیٰ مرشدِ کامل اکمل کی راہنمائی کے بغیر ناممکن ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کے قرب وصال کی راہ چونکہ شریعت کے دروازہ سے ہو کر گزرتی ہے ۔اس لیے شریعت کے دروازے کے دونوں طرف شیطان اپنے پورے لاؤ لشکر سمیت طالبِ اللہ کی گھات لگا کر بیٹھا ہے اول تو وہ کسی آدم زاد کو شریعت کے دروازے تک آنے ہی نہیں دیتا اگر کوئی باہمت آدمی شریعت (نماز ،روزہ ،حج، زکوٰۃ) کے دروازہ تک پہنچ جاتا ہے ۔ تو شیطانی گروہ اسے شریعت کی چوکھٹ پر روک رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور اسے شریعت کی ظاہری زیب و زینت کے نظاروں میں محو رکھنے کی کوشش کرتا ہے ۔ شریعت کی روح تک کسی کو نہیں پہنچنے دیتا (اور آج کے دور کا سب سے بڑا مسلہ یہی ہے کہ جو لوگ شریعت پر کاربند ہیں وہ اس کی روح تک پہنچنے کی کوشش ہی نہیں کرتے) اگر کوئی خوش قسمت طالبِ اللہ ہمت کر کے آگے بڑھتا ہے تو شیطان پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ اسے روکنے یا گمراہ کرنے کے جتن کرتا ہے اور اس کی راہ مارنے کا ہر حربہ استعمال کرتا ہے ۔ طالبِ اللہ جب شریعت کے دروازہ سے گزر کر باطن کی نگری میں داخل ہوتا ہے تو اسے رجوعاتِ خلق (خلقت اس کی طرف اپنی دنیاوی مشکلات کے خاتمہ کے لیے رجوع کرتی ہے) کے نہایت ہی وسیع و دشوار گزار جنگل سے گزرنا پڑتا ہے ۔اس موقع پر طالبِ اللہ کو اگر کسی مرشدِ کامل اکمل کی رفاقت اور راہبری حاصل نہ ہو تو وہ رجوعاتِ خلق کے جنگل میں بھٹک کر ہلاک ہو جاتا ہے جس طرح شریعت کا علم استاد کے بغیر ہاتھ نہیں آتا اسی طرح باطنی علم کا حصول مرشدِ کامل کی رفاقت کے بغیر ناممکن ہے ۔کیونکہ مرشد کی تلقین اور نگاہ ہی ایسا کیمیا ہے ۔ جو طالب کے وجود کی کثافت دور کر کے اِسے روشن ضمیری کے قابل بناتی ہے تعلیم کیا ہے؟ اور تلقین کیا ہے؟ تعلیم سے ظاہری علم واضح ہوتا ہے جبکہ تلقین سے دو جہان کی روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے ۔ (عین الفقر)

مرشدِ ناقص

ماضی میں ہر انسان مرشد کی تلاش میں رہتا تھا۔ تا کہ اس کی تربیت اور بیعت سے اللہ کا قرب اور معرفتِ الٰہی حاصل کر سکے پھر اس کی مجلس میں پہنچ کر ارشاد و تلقین سے معرفتِ الٰہی اور قربِ الٰہی حاصل کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ انسانوں کے اندر مادیت بڑھتی چلی گئی اور خواہشاتِ دنیا نے انہیں گھیر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی خواہش گھٹتی چلی گئی اِن حالات کو دیکھ کر مرشدِ کامل اکمل نے اپنے آپ کو دنیا سے چھپا لیا۔ جب میدان خالی ہو گیا تو جعلی پیر اور ٹھگ گدیوں پر بیٹھ گئے اور تعویز گنڈوں کا کام شروع کر دیا نجومی اور پامسٹ بھی پیر بن گئے۔ اور یوں چالاک، مکار اور عیار لوگوں نے شعبدہ بازی سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا شروع کر دیا اور پیری مریدی کا کاروبار ٹھیک ٹھاک اپنے عروج پر پہنچ گیا اور لوگ دنیاوی معاملات میں بہتری اور مسائل کے حل کے لئے اِن کے پاس جانے لگے کہیں کاروبار اور مال میں اضافہ کے تعویذات اور عملیات بکنے لگے۔ کہیں بانڈ اور سٹہ بازی کے نمبر بتانے کا کام چل نکلا اور کہیں پر ساس بہو، نند بھاوج کے معاملات اور جھگڑے ختم کرنے اور اولاد دینے کی دکانیں کھل گئیں اور کہیں پر جادو چلانے اور جادو کا وار روکنے کا سفلی کام ہونے لگا۔ جب لوگ ان رسمی اور جعلی پیروں کی مجلسوں میں اپنی خواہشاتِ نفس اور مسائل کے حل کے لئے جانے لگے اور پھر جب انہوں نے اِن جعلی پیروں کے طرزِ عمل پر غور کیا تو انہوں نے ان کے قول و فعل میں خیانت اور تضاد کو ملاحظہ کیا ان کی زبان پر جھوٹ اور غیبت کو دیکھا ان کے حجروں میں خواتین کے ہجوم دیکھے اور ان کی آنکھوں میں شہوانیت کو دیکھا اور پھر ناجائز طریقوں اور فریب سازی سے لوگوں سے مال بٹورتے دیکھا۔ بھولے اور سیدھے سادھے مردوں اور بھولی بھالی عورتوں کو ان کے دامِ تزویر میں پھنستے دیکھا اور کچھ پیروں کو مریدوں کے ہجوم کے بل پر سیاست کا کھیل کھیلتے دیکھا۔ تو کچھ لوگوں نے یہ گمان کر لیا کہ صوفیاء کرامؒ کا اصل طریقہ یہی ہے یا صوفیوں کا مذہب ہی یہی ہے۔ اور کچھ لوگوں کو جب اِن شریر اور رذیل لوگوں کی مجلس میں جانے کا اتفاق ہوا یا پھر اِن لوگوں کو صادقین کی صحبت ہی نصیب نہ رہی اگر نصیب بھی

ہوئی تو یہ لوگ کرامات کے منتظر رہے اور یا پھر خواہشاتِ دنیا اور نفس کی تکمیل نہ ہونے سے وہاں ٹِک نہ سکے اور اُن سے بھی بدظن ہو گئے اور آخر کار انہی جعلی پیروں کی پیروی اور اقتداء کی جن کو خود نفسانی خواہشات نے ہلاک کر دیا تھا۔

- سلطان الفقر دوم حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے

- اِنَّ صُحْبَۃَ الْاَشْرَارِ تُوْرِثُ سُوْءَ الظَّنِّ بِالْاَخْیَارِ

ترجمہ: ''وہ بندہ جو طریقت کے بُرے لوگوں (یعنی جعلی اور رسمی پیروں) کی مجلس کو اختیار کرے گا تو وہ بندہ طریقت کے اصل لوگوں (یعنی مرشدِ کامل اکمل) سے بھی بدظن اور بدگمان ہو جائے گا''۔

- اب چاہیے تو یہ تھا کہ یہ ان جعل سازوں کی پیروی نہ کرتے اور اپنی خواہشاتِ نفس کو لعنت ملامت کرتے بلکہ الٹا اولیاء اللہ کی صفات اور روحانی راہ (روحانیت) کے ہی منکر ہو گئے بلکہ ان لوگوں کی ایک جماعت تیار ہو گئی جس نے فیضانِ اولیاء (روحانیت) کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ روحانیت کی راہ ہی سے بدظن ہو گئے جب انہوں نے روحانیت (باطن) کی راہ کو چھوڑ دیا تو پھر ''ظاہر'' ہی پاس رہ گیا۔ ظاہر پر توجہ بڑھتی گئی اور ظاہر پر توجہ کی شِدّت نے فرقہ پرستی کو جنم دیا اور یوں روح سے خالی یہ اجسام ایک دوسرے کا خون مذہبِ اسلام کے نام پر بہانے لگے۔ اور پھر غیروں نے ان کو اپنی ٹھوکروں پر رکھ لیا کیونکہ:

تنِ بے رُوح سے بے زار ہے حق
خدائے زندہ زندوں کا خدا ہے

- اور پھر کچھ کو وراثت میں گدی مل گئی اور باپ دادا کا مزار سنبھال لیا لوگ بھی چونکہ دنیا طلب کرنے کے لیے ان کے پاس جانے لگے اس لیے اِن کا کام چل نکلا علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

میراث میں آئی ہے اِن کو مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں ہیں عقابوں کے نشیمن

پیری وراثت میں مل گئی اور عقابوں اور شہباز کا کام اب کوّوں کے ہاتھ میں ہے۔

"قُم بِاذنِ اللہ" کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

- حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آپ نہ طالب ہین کہیں دے لوکاں نوں طالب کردے ھُو
چا نون کھیپاں کردے سیپاں قہر اللہ توں نہ ڈردے ھُو
عشق مجازی تلکن بازی پیر اوَلّے دھر دے ھُو
اوہ شرمندے ہوسن باھُوؔ اندر روز حشر دے ھُو

ترجمہ: مرشد کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ خود کسی کامل مرشد سے تلقین وارشاد حاصل کرے اور پھر اس کی طرف سے اجازت ملے تو تلقین وارشاد کی مسند سنبھالے اس بیت میں آپؒ مرشدانِ ناقص کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ خود تو کسی کامل سے بیعت اور تلقین وارشاد حاصل نہیں کرتے بلکہ دیہاتی دکانداروں کی طرح دوسروں کو معاوضہ کے بدلے معرفت عطا کرنے کا ٹھیکہ اٹھائے ہوئے ہیں ان لوگوں سے تلقین وارشاد لینا حرام ہے یہ لوگ عشقِ مجازی کے پھسل جانے والے خوفناک کھیل میں مبتلا ہیں آپؒ فرماتے ہیں قیامت کے دِن یہ لوگ شرمندہ وخوار ہوں گے۔

پیر ملیاں جے پیڑ ناں جاوے اس نوں پیر کی دھرناں ھُو
مرشد ملیاں ارشاد نہ من نوں اوہ مرشد کی کرناں ھُو
جس ہادی کولوں ہدایت ناہیں اوہ ہادی کی پھڑناں ھُو
جے سَر دتیاں حق حاصل ہووے باھُوؔ اُس موتوں کی ڈرناں ھُو

ترجمہ: اگر مرشد مل جانے سے قلب کی حالت نہ بدلے اوراس سے ظاہر و باطن میں کوئی فرق نہ پڑے نہ ہی "راہِ حق" کی طلب پوری ہو اور نہ ہی ایسے مرشد کے پاس ہدایت دینے کی طاقت ہو تو ایسے ناقص مرشد کو تسلیم نہیں کرنا چاہیے (یعنی ایسے مرشد کو چھوڑ دینا چاہیے) بلکہ اس

سے بچنا چاہیے ہاں اگر سر دینے سے دیدارِ حق حاصل ہو تو ایسی موت سے کبھی گریز نہیں کرنا چاہیے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

- مرشدِ کامل قلب (دِل) کی مانند ہوتا ہے اور مرشدِ ناقص کلب (کتے) کی مانند ہوتا ہے۔
(مجالستہ النبی خورد)

- جو مرشد طالب کو تصور اسمِ اللہ ذات عطا نہیں کرتا وہ مرشد لائقِ ارشاد مرشد نہیں ہے۔
(نور الہدیٰ)

دوبارہ بیعت یا تجدیدِ بیعت

مندرجہ ذیل حالات میں دوبارہ بیعت یا تجدیدِ بیعت کی جا سکتی ہے۔

- بیعت کے بعد اگر معلوم ہو جائے کہ مرشد ناقص ہے۔ یا وہ صاحبِ نسبت نہیں یا جو باتیں مرشدِ کامل اکمل میں ہونا ضروری ہیں وہ اس میں نہیں۔ یا وہ صحیح طور پر مجاز نہیں۔ یا اللہ تعالیٰ کے قرب و وصال کے لئے بیعت کی گئی لیکن قرب و وصال حاصل نہ ہو سکا یا اس کا راستہ نہ مل سکا یا دِل کا قفل نہ کھل سکا اور نہ ہی مرید کی باطنی حالت بدلی جیسا بیعت سے پہلے تھا ویسا ہی رہا تو مرید کو بیعت توڑنے کا حق حاصل ہے اگر مرشد ناقص ہے۔ صاحبِ نسبت نہیں تو بیعت توڑنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ بیعت واقع ہی نہیں ہوئی۔ آج کل موروثی سجادہ نشینی، مقدمہ بازی کے ذریعہ گدی یا سجادگی کا حصول اسی زمرے میں آتا ہے اور ایسے شخص کی اگر بیعت کر لی ہے تو وہ طریقت کی رو سے بیعت نہیں ہے۔

- مرشد کا وصال ہو گیا اور مرید سلوک کی منازل طے نہ کر سکا اور اس کا سفر ادھورا رہ گیا اور مرید میں اتنی اہلیت بھی پیدا نہیں ہوئی کہ وہ اپنے مرشد کے مزار سے فیض حاصل کر سکے تو اس کے لئے تجدیدِ بیعت نہ صرف جائز ہے بلکہ فرض ہے۔

- اگر بچپن اور بے سمجھی کے زمانہ میں یا بے سوچے سمجھے اپنے والدین یا کسی اور کے کہنے پر بیعت کر لی تو اسے "بیعتِ تبرک" کہتے ہیں بالغ اور عاقل ہونے پر اگر وہ شخص اپنے آپ کو کسی دوسرے مرشدِ کامل کی طرف مائل پاتا ہے تو اُسے اختیار ہے کہ وہ بیعت دوبارہ کرے۔

- جب مرشد مسلسل اور متواتر کسی مرید کی طرف توجہ نہ کرے اور مرید کی باطنی تربیت نہ

کرے اور مسلسل مرید کی طرف بے التفاقی برتی جائے تو مرید دوسرے شیخ یا مرشد کامل اکمل کی طرف رجوع کر سکتا ہے اور اس مرشدِ کامل اکمل کے لئے جائز ہے کہ اُسے بیعت کر کے اس کی تربیت کرے۔

- اگر مرشد لا پتہ ہو جائے اور مرید عرصہ دراز تک مرشد سے ظاہری اور باطنی رابطہ نہ کر سکے اور نہ ہی مرید کو معلوم ہو کہ مرشد کہاں ہے تو اس صورت میں دوبارہ بیعت کی جا سکتی ہے۔
- حضرت سخی سلطان باھُوؒ کی تعلیمات کی روشنی میں مرشدِ کامل اکمل وہی ہے جو طالب (مرید) کو ذکر کیلئے سلطان الاذکار اور تصور کیلئے خالص سونے کا بنا ہوا اسمِ اللہ ذات عطا فرمائے اور اس کے وجود کو پاک کرنے کیلئے مشقِ مرقومِ وجودیہ کروائے۔ جو مرشد یہ سب نہیں کر سکتا وہ مرشد لائقِ ارشاد مرشد نہیں ہے اور اُس کی بیعت ختم کر کے اس صاحبِ تصور اسمِ اللہ ذات مرشدِ کامل کی بیعت کی جا سکتی ہے جو یہ خصوصیت رکھتا ہو۔

سلاسلِ طریقت

تاریخ اسلام میں تمام مذہبی فرقوں، تحریکوں اور تنظیموں میں سے ''سلاسلِ طریقت'' کی تحریک یا نظام سب سے زیادہ دیرپا، مضبوط، معتبر اور کامیاب رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق ذاتِ حق کے قرب و معرفت سے ہے جو سیدھا دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے اسلام کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ ظاہری حصہ شریعت ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ شریعت کی تمام عبادات صوم، صلوٰۃ حج، زکوٰۃ و تلاوتِ قرآن وغیرہ سے قربِ حق کی جانب راہنمائی ہوتی ہے۔ لیکن اسلام کا باطنی حصہ طریقت ہے جو حقیقت اور معرفت تک رسائی کا راستہ ہے اور طریقت کا کمال یہ ہے کہ اس میں زائد عبادات اور متعلقہ سلسلہ طریقت کے ذکر اذکار کی وجہ سے ترقی کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ قرب و معرفت کی منازل کے نشیب و فراز کا ذاتی تجربہ رکھنے والے ماہرین یعنی شیخِ کامل (مرشدِ کامل اکمل) کی راہنمائی مل جاتی ہے اور مرشدِ کامل کی راہنمائی کے بغیر نفس اور شیطان کی شرارت سے بچ کر نکلنا بے حد مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہوتا ہے۔

● قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

''جولوگ ہماری طرف (ذاتِ حق کے حصول کے لیے) آنے کے لیے جدوجہد کرتے ہیں ہم اُن کو اپنی طرف آنے کے راستے دکھا دیتے ہیں (سورہ عنکبوت 69) اس آیت مبارکہ میں یہ اشارہ واضح طور پر موجود ہے کہ جولوگ ذاتِ حق کے حصول کے لیے عبادات و مجاہدات کرتے ہیں اُن کو اُن کی طلب کے مطابق مرشدِ کامل تک راہنمائی مل جاتی ہے اور پھر مرشدِ کامل کی نگرانی میں ذاتِ حق تعالیٰ کے حصول کے سفر کا آغاز ہوتا ہے اولیاءِ کرامؒ کے حالاتِ زندگی اس بات پر شاہد ہیں کہ پہلے انہوں نے ذاتِ حق تعالیٰ کے حصول کے لئے عبادت و ریاضت کا راستہ اختیار کیا تو مرشدِ کامل تک راہنمائی ہوئی اور وہ اپنی طلب کے مطابق مرشدِ کامل کے در تک پہنچ گئے۔

مرشدِ کامل کی راہنمائی کیوں ضروری ہے؟ جس طرح اپنے زمانے میں رسولِ خدا ﷺ تمام ظاہری اور باطنی تعلیمات ، فیوض و برکات اور رشد و ہدایت کا منبع اور مصدر تھے اُسی طرح آج بھی اور آج کے بعدِ قیامت تک بلکہ بعدِ قیامت بہشت میں بھی مسلمانوں کے لئے آنحضرت ﷺ تمام روحانی فیوض و برکات کے منبع و مصدر رہیں گے کیونکہ آپؐ خاتم النبین ہیں نبی اکرم ﷺ کی باطنی توجہات کے ساتھ ظاہری ہادی و راہبر کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کام آپ کے خلفاء کے ذریعے قیامت تک انجام پاتا رہے گا۔ یہ جو قرآنِ مجید میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ'' کُو نُوامَعَ الصّٰدِقِینَ '' (صادقین کی صحبت اختیار کرو) اس میں بھی صدیقین یعنی اولیاءؒ اللہ کی صحبت اور تربیت کا حکم وارد ہوا ہے قرآنِ حکیم میں مقربینِ حق کے مراتب اس ترتیب سے بیان کیے گئے ہیں۔ انبیاء والصدیقین والشہدا والصالحین۔ سب سے بلند مرتبہ کے لوگ انبیاء علیہم السلام ہیں ان کے بعد صدیقین ، ان کے بعد شہداء، ان کے بعد صالحین یعنی عام نیک لوگ ہیں۔ صدیقین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ایمان عام لوگوں کی طرح تقلیدی نہیں بلکہ تصدیقی ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر وہ صرف پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سن کر خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے بلکہ اپنے نورِ بصیرت سے ذاتِ حق کا باطنی آنکھوں سے مشاہدہ بھی کرتے ہیں۔ اس مقام یا اس مرتبہ کو قرآنِ حکیم میں عین الیقین کہا جاتا ہے اس سے اُوپر ایک اور مرتبہ ہے جسے ''حق الیقین'' کہتے ہیں۔

یہ مقام مشاہدے سے بھی بڑھ کر ہے یہ مقام فنافی اللہ بقاباللہ ہے یہاں پر انسان کی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو جاتی ہے لہٰذا آیۂ مذکورہ کُونُوامَعَ الصّٰدِقِیۡنَ سے وہ اربابِ رُشدوہدایت مراد ہیں جو صادق الحال ہیں اور مرتبہ علم الیقین سے گزر کر مرتبہ حق الیقین تک پہنچ چکے ہیں جس کا دوسرا نام تصدیق ہے اور یہی مرتبہ احسان ہے جسے حدیث میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ خداوندِ عالم کی اس طرح عبادت کرو کہ تم اُسے دیکھ رہے ہو اگر تم اُسے نہیں دیکھ سکتے تو یہ خیال جماؤ کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے جب کسی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیا آپؓ نے خدا تعالیٰ کو دیکھا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ میں اس خدا کی کیسے عبادت کر سکتا ہوں جسے میں دیکھ نہ لوں جب اس نے مزید تفصیل پوچھی تو آپؓ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کو جسمانی آنکھوں سے نہیں بلکہ روحانی آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''اَنَا مدینة العلم وعلی بابُھا'' میں علم کا شہر ہوں علیؓ اس کا دروازہ ہے اگرچہ تمام اکابرین صحابہ کرامؓ سے روحانی فیوض و برکات اور رُشد وہدایت سینہ بہ سینہ ایک عرصہ تک جاری رہا لیکن جن سلاسلِ طریقت کو حق تعالیٰ نے بقائے دوام کا درجہ عطا فرمایا ہے وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ کے سلاسلِ طریقت ہیں ایک سلسلہ طریقت حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اور باقی سلاسل حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاری ہوئے۔

''پھر یہ تمام سلاسل محبوبِ سبحانی، قطب ربانی شہبازِ لامکانی غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ مبارکہ میں جمع ہو گئے آپؒ موجودہ تمام سلاسلِ طریقت کے منبع و مصدر ہیں۔

آپؒ کا شجرہ نسب بابِ علم سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے گیارہ واسطوں اور حضورِ اکرم ﷺ سے بارہ واسطوں سے ملتا ہے آپؒ کے والد حسنی اور والدہ ماجدہ حسینی سید ہیں۔ گویا آپؒ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپؒ صورت و سیرت میں جمالِ رحمت العالمین ﷺ کا پَرتَو تھے ایک روز وعظ کے دوران آپؒ کو حکمِ الٰہی ہوا اور اس کے تحت آپؒ نے ارشاد فرمایا ''ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِ وَلِیِ اللّٰہ'' یعنی میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اس وقت ہزاروں بلند پایہ مشائخ آپؒ کی محفل میں حاضر تھے جن میں سب سے پہلے یہ فرمان سن کر حضرت شیخ علی بن الہیتیؒ نے آپؒ کے قدم مبارک کو اپنی گردن پر رکھنے کی سعادت حاصل کی اور پھر مجلس میں موجود تمام اولیاءؒ نے اپنی

گردنیں جھکا دیں اور یہی فرمان کائنات میں موجود تمام اولیاءؒ اولین وآخرین نے سنا اور اپنی گردنیں جھکاتے ہوئے کہا ''یَا شَیْخُ وَالْمَنْ قَالَ'' (اے شیخ آپؓ کا ارشاد سر آنکھوں پر) آپؓ سے چار سلاسلِ طریقت جاری ہوئے تین سلاسلِ طریقت نے آپؓ سے اکتسابِ فیض کیا اور آپؓ سے روحانی فیض کے بعد سلاسل کی بنیاد رکھی گئی جن میں چشتی سلسلہ کے بانی حضرت شیخ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، سہروردی سلسلہ کے بانی حضرت خواجہ شہاب الدین سہرورديؒ اور نقشبندیہ سلسلہ کے بانی حضرت بہاالدینؒ نقشبند شامل ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب تک غوثِ اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منظوری حاصل نہ ہو کوئی ولی نہیں بن سکتا اور نہ ہی کوئی تلقین و ارشاد کی مسند پر فائز ہو سکتا ہے۔

غوث الاعظمؒ درمیان اولیاءؒ
چوں محمدؐ درمیانِ انبیاء

غوثِ اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا اپنا سلسلہ عالیہ آپؓ کے اسمِ گرامی سے منسوب ''قادری'' کہلاتا ہے آپؓ کے سلسلہ کی دو شاخیں ہیں ایک سروری قادری اور دوسرا زاہدی قادری۔ آپؓ کے سلسلہ عالیہ سروری قادری کو تمام سلاسل پر ''فقر'' کی بدولت فضیلت حاصل ہے۔

● سلسلہ سروری قادری کے عالی مرتبہ بزرگ جنہیں سلطان الفقر اور سید الکونین کا بلند ترین مقام بھی حاصل ہے حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور آپؓ سے سلسلہ سروری قادری برِصغیر میں جاری ہوا۔

سلسلہ سروری قادری

پاس انفاس[1] سے اسمِ اللہ ذات کا ذکر، اسمِ اللہ ذات کا تصور اور مشقِ مرقوم وجودیہ صرف سلسلہ سروری قادری میں عطا کیا جاتا ہے کسی اور سلسلہ میں بیک وقت یہ تینوں نہیں ملتے۔ دوسرے سلاسل

[1] یہ ذکر سانس کے اندر جانے اور باہر آنے سے کیا جاتا ہے

میں صرف قلبی ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے اور وہ بھی صرف پہلی منزل یعنی اسمِ اللہ کا ذکر، حالانکہ ذکر اسمِ اللہ ذات کی مختلف منازل ہیں مثال کے طور پر اسمِ اللّٰہ کا ذکر، اسمِ لِلّٰہ کا ذکر، اسمِ لہُ کا ذکر اور سلطان الاذکار ''یَاھُوْ'' کا ذکر اب یہ مُرشدِ کامل اکمل کی مرضی اور منشاء ہے کہ وہ طالب کو مرحلہ وار اِن تمام منازل سے گزارے یا عطا کرنے پر آئے تو بغیر محنت اور مشقت کے آخری منزل پر پہنچا دے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تصور کے بغیر ذکر اثر نہیں کرتا اور ذکر کے بغیر تصور اثر نہیں کرتا پھر مشقِ مرقومِ وجودیہ کے بغیر ذکر اور تصور اثر نہیں کرتے اور اسمِ اللہ ذات جسم میں قرار نہیں پکڑتا۔ اسمِ اللہ ذات کا تصور بھی خالص سونے سے بنے ہوئے اسمِ اللہ ذات سے کیا جاتا ہے نقلی طور پر بنے ہوئے یا چھپے ہوئے اسمِ اللہ ذات سے تصور کرنے سے اسمِ اللہ ذات دِل پر نقش نہیں ہوتا اور قرار نہیں پکڑتا۔

حضرت سخی سلطان باھُوؒ سلسلہ قادری کے بارے میں فرماتے ہیں:

- تمام سلاسل چراغ کی مانند ہیں اور سلسلہ قادریہ آفتاب کی مانند ہے۔ چراغ کی کیا مجال ہے کہ آفتاب کے سامنے جلے۔ (اسرارِ قادری)
- جان لے کہ قادری طریقہ بادشاہ ہے اور دوسرے تمام طریقے اس کی فرمانبردار و محکوم رعیت ہیں طریقت میں ہر طریقے کی پیشوا ریاضت ہے لیکن کامل قادری (سروری قادری) طریقے میں شرفِ دیدار حضوری انوار اور قُربِ الٰہی ہے (نور الہدیٰ)
- یاد رہے کہ ہر طریقے میں طالب مُرید کو ذکر فکر و مراقبہ میں کوشش اور مُرشد کو باطنی توجہ سے کشش کی حاجت ہوتی ہے۔ لیکن قادری طریقہ میں کوشش کی حاجت ہے نہ کشش کی۔ بلکہ تصور اسمِ اللہ ذات کی ایک ہی توجہ سے طالب مُرید کو حضوری میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ)
- آپؒ طریقہ قادریہ کے دشمن کے بارے میں بیان فرماتے ہیں:
- طریقہ قادری کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اوّل رافضی و خارجی، دوم ناقص و کاذب و حاسد اور سوم مَردود و منافق۔ (نور الہدیٰ)
- آپؒ سلسلہ قادریہ کی دو شاخوں کا ذکر فرماتے ہیں۔ اور سلسلہ سروری قادری کو اصل قادری سلسلہ مانتے ہیں۔

● قادری طریقہ بھی دو قسم کا ہے ایک سروری قادری اور دوسرا زاہدی قادری۔ سروری قادری مُرشد صاحبِ تصورِ اسمِ اللہ ذات ہوتا ہے۔ اِس لئے وہ جس طالب کو حاضراتِ اسمِ اللہ ذات کی تعلیم و تلقین سے نوازتا ہے تو اُسے پہلے ہی روز اپنا ہم مرتبہ بنا دیتا ہے جس سے طالبِ اللہ استالا یحتاج و مُتوکل الی اللہ ہو جاتا ہے کہ اِس کی نظر میں مٹی اور سونا برابر ہو جاتے ہیں۔ زاہدی قادری طریقے کا طالب بارہ سال تک ایسی ریاضت کرتا ہے کہ اس کے پیٹ میں طعام تک نہیں جاتا بارہ سال کی ریاضت کے بعد حضرت پیر صاحب (پیرانِ پیر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ) اِسکی دستگیری فرماتے ہیں اور اِسے سالک مجذوب یا مجذُوب سالک بنا دیتے ہیں۔ اِسکے مقابلے میں سروری قادری طالب کا مرتبہ محبوبیت کا مرتبہ ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

● زمان ولامکان پر تصرف رکھنے والا طریقہ صرف قادری ہے۔ اور قادری بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک زاہدی قادری دوسرے سروری قادری۔ سروری قادری وہ طریقہ ہے جو اِس فقیر کو حاصل ہے۔ سروری قادری طریقہ کم حوصلہ نہیں یہ نہایت ہی فیض بخش طریقہ ہے جو ذکر و تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ذریعہ ذکر اذکار کی مشقت کے بغیر طالبِ اللہ کو کامیابی دِلاتا ہے۔ جب کہ دیگر طریقوں میں لوگوں نے بعض کو آتشِ اسمِ اللہ ذات سے جلا کر مار ڈالا اور بعض اسمِ اللہ ذات کا بوجھ برداشت نہ کر سکے اور عاجز ہو بیٹھے اور مُرتد و مردُود ہو گئے۔ زاہدی قادری طریقہ یہ ہے کہ جس میں طالبِ اللہ کو بکثرت زُہد و ریاضت کرائی جاتی ہے اور بارہ سال یا تیس سال کی ریاضت کے بعد حضرت پیر دستگیرؓ اُسے حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر کے دائمی حضوری سے مشرف و سرفراز فرماتے ہیں (عین الفقر)

● سروری قادری طریقہ میں رنجِ ریاضت، چلہ کشی، حبسِ دم، ابتدائی سلوک اور ذکر فکر کی اُلجھنیں ہرگز نہیں ہیں یہ سلسلہ ظاہری دَرویشانہ لباس اور رنگ ڈھنگ سے پاک ہے اور ہر قسم کے مشائخانہ طور طریقوں مثلاً عصا و تسبیح و جبہ و دستار وغیرہ سے بے زار ہے۔ اِس سلسلہ کی خصوصیت یہ ہے مُرشد پہلے ہی روز طالبِ اللہ کو خالص سونے سے بنے ہوئے اسمِ اللہ ذات کا ذکر، تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ عطا کر کے اسے انتہاء پر پہنچا دیتا ہے جبکہ دوسرے سلاسل میں یہ سب کچھ نہیں ہے اس لئے حضرت سخی سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں کہ سلسلہ سروری قادری کے طالب (مرید) کی

ابتداء دوسرے سلاسل کی انتہاء کے برابر ہوتی ہے۔

مرشد کامل اکمل کی اہمیت اور فضیلت اولیاء کاملینؒ کی نظر میں

غوثِ اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں۔اگر تیرے لیے مقدر ساز گار ہو اور تقدیر تجھے ایسے مرشد کامل کی بارگاہ میں لے جائے جو رموزِ حقیقت سے آشنا ہو تو اس کی خوشنودی میں مصروف ہو جا۔اس کے حکم کی اتباع کر اور اِن تمام امور کو ترک کر دے جن میں پہلے تو جلد بازی کرتا تھا۔اور مرشد کامل اکمل کے جن امور سے تو ناواقف ہو ان پر اعتراض نہ کر کیونکہ اعتراض صرف لڑائی جھگڑا پیدا کرتا ہے حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ (سورہ کہف میں بیان ہوا ہے) تیرے لیے کافی ہے جب انہوں نے بچے کا قتل کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر اعتراض کیا تھا۔

- کہ اِن مرشدانِ کامل کی مجالس کو اختیار کر کیونکہ اِن کی مجلس اختیار کرنے سے حلاوت اور مٹھاس حاصل ہوتی ہے اور ان کی نورانی صحبت اور مجلس میں انسانوں کے قلوب کے اندر اللہ تعالیٰ کی خالص محبت کے چشمے جاری کیے جاتے ہیں جن کی قدر و قیمت صرف وہی جانتے ہیں جن کو ذکر اللہ (ذکر اسمِ اللہ ذات) کی توفیق حاصل ہو چکی ہو۔ (غنیۃ الطالبین)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو صاحب رحمۃ اللہ علیہ

- حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عین الفقر میں فرماتے ہیں۔مرشدِ کامل کسے کہتے ہیں؟ مرشد کن خواص و اوصاف کا مالک ہوتا ہے؟ مرشد طالب کو کس طرح غرقِ توحید کرتا ہے اور کس طرح مجلسِ محمدی ﷺ میں پہنچاتا ہے؟ اور مرشد کس مقام اور کس درجے کا مالک ہوتا ہے؟ مرشد صاحبِ تصرف فنا فی اللہ بقا باللہ فقیر ہوتا ہے جو مردہ قلب کو زندہ کرتا ہے زندہ

نفس کو مارتا ہے، مرشد لا یحتاج (ہر حاجت سے پاک) ہوتا ہے۔ مرشد اُس سنگِ پارس کی مثل ہوتا ہے جو اگر لوہے کو چھو جائے تو لوہا سونا بن جاتا ہے۔ مرشد کسوٹی کی مثل ہے۔ اس کی نظر آفتاب کی طرح فیض بخش ہوتی ہے جو طالب کے وجود سے خصائلِ بد کو مٹا دیتی ہے۔ مرشد رنگریز کی مثل ہے۔ مرشد تنبولی کی مثل ہے جو پان کے پتوں سے کار آمد پتوں کو چھانٹتا ہے۔ مرشد صاحبِ خُلق ہوتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے خُلق کا مالک ہوتا ہے، مہربان ایسا کہ ماں باپ سے زیادہ مہربان، راہِ خدا کا ہادی و راہنما، گوہر بخش ایسا کہ جیسے کانِ لعل و جواہر، موجِ کرم ایسے کہ جیسے دریائے دُر، منزل کشا ایسے کہ جیسے قفل کی چابی، مال و زرِ دنیا سے بے نیاز، طمع سے پاک، طالبوں کو اپنی جان سے عزیز تر رکھنے والا مفلس درویش۔ مرشد مُردوں کے غسال کی مثل ہوتا ہے اور ہر وقت مُردہ طالب کی تلاش میں رہتا ہے جو "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" (مرنے سے قبل مر جاؤ) کا مصداق بن کر مرنے سے پہلے مر چکا ہو، جس کا نفس مُردہ مگر دل زندہ ہو اور راہِ فقر میں فاقہ کشی کرنیوالا ہو ورنہ نالائق طالب تو اپنی مرضی پر چلتا ہے۔ مرشد کمہار کی مثل ہوتا ہے جس کے سامنے مٹی دم نہیں مارتی چاہے وہ اس سے جو بھی سلوک کرے۔ مرشد کو چاہیے کہ وہ خدا بین ہو اور طالب کو چاہیے کہ وہ صادق الیقین ہو مرشد رفیق کو کہتے ہیں چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔ پہلے رفیقِ راہ تلاش کرو پھر راہ چلو۔ اس دور کے مرشد زر پرست ہیں نظر سے مٹی کو سونا بنانے والے مرشد نایاب ہیں آج کل کے مرشد زر پرست و زن پرست ہیں، زر پرست و زن پرست و دل سیاہ خود پرست ہیں۔ سُن! آدمی کا وجود دودھ کی مثل ہے۔ دودھ میں لسی بھی ہوتی ہے، دہی بھی ہوتا ہے مکھن بھی ہوتا ہے اور گھی بھی ہوتا ہے اِسی طرح آدمی کے وجود میں نفس بھی ہوتا ہے۔ قلب بھی ہوتا ہے، رُوح بھی ہوتی ہے اور سِرّ بھی ہوتا ہے اور یہ چاروں ایک ہی جگہ اکٹھے رہتے ہیں۔ مرشد کو اس عورت کی طرح ہونا چاہیے کہ جو دودھ میں مناسب مقدار میں لسی ڈال کر رکھ دیتی ہے۔ ساری رات دہی جمتا رہتا ہے، صبح کو دہی بلوتی ہے تو مکھن نکل آتا ہے اور لسی الگ ہو جاتی ہے، پھر مکھن کو آگ پر چڑھاتی ہے تو مکھن سے کثافت دور ہو جاتی ہے اور گھی نکل آتا ہے مرشد کو عورت سے کم تر نہیں ہونا چاہیے کہ جیسے عورت دودھ کے کام کو انتہاء تک پہنچاتی

ہے اسی طرح مرشد کا کام بھی یہ ہے کہ طالب کو اس کے وجود میں مقامِ نفس، مقامِ روح، مقامِ سرّ، مقامِ توفیقِ الٰہی، مقامِ علمِ شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت اور مقامِ خناس خرطوم وشیطان وحرص وحسد وکبر علیحدہ علیحدہ کر کے دکھائے یا جس طرح قصاب بکری کو ذبح کر کے اس کی کھال اتارتا ہے اس کی ہر رگ وبوٹی کو الگ الگ کرتا ہے اور گوشت سے ہر آلائش کو نکال کر دور پھینک دیتا ہے۔ اِسی طرح مرشد کو بھی ایسا کامل ومکمل ہونا چاہیے۔

● —— جب تو دیکھے کہ کوئی فقیر زہدوتقویٰ، چلہ کشی اور عبادات میں بکثرت ریاضت کرتا ہے مگر باطن سے بے خبر ہے تو جان لے کی وہ ابھی ضلالت وگمراہی کے جنگل میں بھٹک رہا ہے اس کی عاقبت گبریلے (گوبر کے کیڑے) جیسی ہے۔

● —— فقیر دو قسم کے ہوتے ہیں، (1) صاحبِ باطن، (2) صاحبِ بطن۔ جو شخص اپنے پیٹ کو بند کر کے خالی رکھتا ہے مگر باطن سے بے خبر رہتا ہے اس کا انجام باطل ہے صاحبِ باطن جتنا کھاتا ہے اس سے دو چند اس کے وجود میں نور پیدا ہوتا ہے۔ فقراء کا کھانا نور ہے ان کا پیٹ تنور ہے، ان کا دل بیت المعمور ہے، ان کی نیند حالتِ حضور ہے، ان کے نزدیک زاہد طالب بہشت مزدور ہے اور ان کی عاقبت مغفور ہے۔

● —— مرشد بھی دو قسم کے ہوتے ہیں، (1) مرشد صاحبِ نظر اور (2) مرشد صاحبِ زر یا یوں کہیے کہ ایک مرشدِ فصلیِ سالی (وہ مرشد جو مریدوں سے ہر سال فصل سے کچھ حصہ بطور نذرانہ وصول کرتا ہے) اور دوسرا مرشد وصلیِ لازوالی (وہ مرشدِ کامل جو اپنے طالبوں کو اللہ تعالیٰ کے لازوال وصال سے سرفراز کرتا ہے۔)

● —— مرشد درخت کی مثل ہوتا ہے جو موسم کی سردی گرمی خود برداشت کرتا ہے لیکن اپنے زیرِ سایہ بیٹھنے والوں کو آرام وآرائش مہیا کرتا ہے مرشد کو دشمنِ دنیا اور دوستِ دین ہونا چاہیے اور طالب کو صاحبِ یقین جو مرشد پر اپنی جان ومال قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔ مرشد کو نبی اللہ کی مثل ہونا چاہیے اور طالب کو ولی اللہ کی مثل۔

● ــــــ وسیلت (مرشد) بہتر ہے فضیلت (علم) سے ۔ گناہ کرتے وقت علمِ فضیلت بندے کو گناہ سے نہیں روک سکتا جبکہ وسیلت بندے کو گناہ سے روک لیتی ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو وسیلت نے زلیخا کے شر سے بچا لیا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔ ''شیخ اپنی قوم میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح کہ نبی اپنی اُمت میں ۔

● ــــــ مرشد تین قسم کے ہوتے ہیں (1) مرشدِ دنیا (2) مرشدِ عقبیٰ اور (3) مرشدِ کامل اکمل

اول مرشدِ دنیا مال و دولت ،عزت و شہرت اور رجوعاتِ خلق کا طالب ہوتا ہے، مرید کی ہڈیاں بیچ کھانے ، خانقاہیں بنانے ، زمین و آسمان کا سیر تماشا کرانے ، صاحبِ کشف و کرامات ہونے اور بادشاہِ دنیا کے قرب و ملاقات کا طالب ہوتا ہے۔ ایسی طلب کا تعلق مرتبہ مخنث (ہیجڑہ) سے ہے لہٰذا مرشدِ دنیا مرشد مخنث ہوتا ہے۔ اس کا طالب بھی مخنث ہوتا ہے ۔ دوم مرشدِ عقبیٰ عابد زاہد، اہلِ علم اور متقی و پرہیز گار ہوتا ہے ۔ جس پر خوفِ جہنم سوار رہتا ہے اور ہر وقت طلبِ جنت میں عبادت کرتا ہے، اس کا تعلق مرتبہ مؤنث سے ہے اور اس کا طالب بھی مؤنث ہی ہوتا ہے ۔سوم مرشدِ کامل اکمل جو عارف مولیٰ عارفِ باللہ توحید الٰہی میں غرق صاحبِ حضور ہوتا ہے جو دنیا و عقبیٰ سے دُور اور اشغال اللہ میں مسرور ہوتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

● ــــــ پس مرشد کسے کہتے ہیں؟ جو دل کو زندہ کر دے اور نفس کو مار دے اور جب طالب پر جذب و غضب کی نگاہ ڈالے تو اس کے دل کو زندہ کر دے اور نفس کو مار دے۔ مرشد اسے کہتے ہیں جو فقر میں اس درجہ کامل ہو کہ اس نے خود پر غیر ماسویٰ اللہ کو حرام کر رکھا ہو اور ازل سے ابد تک احرام باندھے ہوئے حاجی بے حجاب ہو۔ ایسا مرشد طبیب کی مثل ہوتا ہے اور طالب مریض کی مثل ۔طبیب جب کسی مریض کا علاج کرتا ہے تو اسے تلخ و شیریں دوائیں دیتا ہے اور مریض پر لازم ہوتا ہے کہ وہ یہ دوائیں کھائے تا کہ صحت یاب ہو سکے۔ (عین الفقر)

مرشدِ کامل اکمل کی نشانی کیا ہے؟

● ــــــ مرشدِ کامل پہلے دن خالص سونے سے اسمِ اللہ ذات لکھ کر طالب کے حوالے کر دیتا ہے اور اسے کہتا ہے اے طالب اسمِ اللہ ذات دِل پر لکھ اور اس کا نقش جما جب طالب تصور سے دل پر اسمِ

اللہ ذات نقش کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے تو مرشد طالب کو توجہ دے کر کہتا ہے اے طالب اب اسمِ اللہ کو دیکھ چنانچہ اسی وقت اسمِ اللہ ذات آفتاب کی طرح تجلی اَنوار سے روشن اور تاباں ہوجاتا ہے (نورالہدیٰ)

● مرشدِ کامل وہ ہوتا ہے جو طالب کو اسمِ اللہ ذات کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس کا تصور بھی عطا کرے۔ آپؒ فرماتے ہیں جو مرشد طالب کو تصور اسمِ اللہ ذات عطا نہیں کرتا وہ مرشد لائقِ ارشاد مرشد نہیں (نورالہدیٰ)

● مرشدِ کامل پہلے دن ہی طالب مولیٰ کو اسمِ اللہ ذات خالص سونے سے تحریر کر کے دیتا ہے (کلید جنت)

● بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پہاڑ یا دیوار حائل نہیں ہے۔ اور نہ ہی میلوں تک پھیلی ہوئی طویل مسافت ہے۔ بلکہ پیاز کے پردہ سے بھی زیادہ باریک پردہ ہے جسے تصورِ اسمِ اللہ ذات اور صاحبِ راز مرشد کامل کی توجہ سے توڑنا کوئی مشکل کام نہیں ہے تُو آنا چاہے تو دروازہ کھلا ہے اگر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے (کلید التوحید کلاں)

● مرشدِ کامل اکمل باطن کی ہر منزل اور ہر راہ کا واقف ہوتا ہے۔ باطن کی ہر مشکل کا مشکل کشا ہوتا ہے۔ مرشدِ کامل توفیقِ الٰہی کا نام ہے جب تک توفیقِ الٰہی شاملِ حال نہ ہو کوئی کام سرانجام نہیں پاتا۔ مرشدِ کامل کے بغیر اگر تو تمام عمر بھی اپنا سر ریاضت کے پتھر سے ٹکراتا رہے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا کہ بے مرشد و بے پیر کوئی شخص خدا تک نہیں پہنچ سکا۔ مرشدِ کامل اکمل جہاز کے دیدہ بان معلم کی طرح ہوتا ہے۔ جو جہاز رانی کا ہر علم جانتا ہے اور ہر قسم کے طوفان و بلا سے جہاز کو نکال کر غرق ہونے سے بچا لیتا ہے۔ مرشد خود جہاز، خود جہاز ران ہوتا ہے (سمجھ والا سمجھ گیا) (عین الفقر)

● تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ صاحبِ راز (مرشدِ کامل اکمل) کے سینے میں ہے کیونکہ قدرتِ توحید و دریا وحدتِ الٰہی مومن کے دل میں سمائی ہوئی ہے اس لیے جو شخص حق حاصل کرنا چاہتا ہے اور واصل باللہ ہونا چاہتا ہے اسے چاہیے سب سے پہلے مرشدِ کامل اکمل کی طلب

کرے اس لیے کہ مرشدِ کامل اکمل دل کے خزانوں کا مالک ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے دِل کا محرم ہو جاتا ہے۔ وہ دیدارِ الٰہی کی نعمت سے محروم نہیں رہتا (عین الفقر)

- مرشدِ کامل وہ ہے جو طالب کے ہر حال، ہر قول، ہر فعل۔ حالتِ معرفت و قرب وصال اور ہر حالتِ خطرات و دلیل و وہم خیال سے باخبر رہے۔ مرشد کو اس قدر ہوشیار ہونا چاہیے کہ وہ ہر وقت طالب کی گردن پر سوار رہے اور اس کی ہر بات اور ہر دم نگہبانی کرتا رہے۔ مرشد اس قدر باطن آباد ہو کہ طالب اسے حاضرات اسمِ اللہ ذات کی مدد سے ظاہر و باطن میں ہر وقت حاضر ناظر سمجھے اور اس سے کامل اعتقاد رکھے ہر عام و خاص مرشدی کا اہل نہیں ہوتا مرشد تو پارس پتھر کی مثل ہوتا ہے جسے چھو کر لوہا سونا بن جاتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

- مرشدِ کامل طالبِ اللہ کو تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ذریعے معرفت و دیدار کا سبق دیتا ہے۔ اور دنیا جیفۂ مردار سے بیزار کر کے ہزار بار توبہ کراتا ہے مرشدِ کامل وہ ہے جو تصورِ اسمِ اللہ ذات سے معرفتِ دیدار منکشف کرتا ہے پھر اسمِ اللہ ذات میں لوٹ آتا ہے کیونکہ ابتداء اور انتہاء کا کوئی مرتبہ بھی اسمِ اللہ ذات سے باہر نہیں اور نہ ہوگا۔ (نور الہدیٰ)

- آپؒ اپنے پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:۔

کامل مرشد ایسا ہووے جیہڑا دھوبی وانگوں چھٹے ھُو
نال نگاہ دے پاک کریندا، وچ سجی صبون نہ گھتے ھُو
میلیاں نوں کردیندا چِٹا وچ ذرا میل نہ رکھے ھُو
ایسا مرشد ہووے باھُوؒ جیہڑا لُوں لُوں دے وچ وسے ھُو

آپؒ فرماتے ہیں مرشد کامل کو دھوبی کی طرح ہونا چاہیے جس طرح دھوبی کپڑوں میں میل نہیں چھوڑتا اور میلے کپڑوں کو صاف کر دیتا ہے اسی طرح مرشد کامل اکمل طالب کو ورد وظائف چلہ کشی، رنجِ ریاضت کی مشقت میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ اسمِ اللہ ذات کی راہ دکھا کر اور صرف نگاہ کامل سے تزکیہ ءنفس کر کے اس کے اندر سے قلبی اور روحانی امراض کا خاتمہ کرتا ہے اور اسے

خواہشاتِ دنیا اور نفس سے نجات دلا کر غیر اللہ کی محبت دل سے نکال کر صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق میں غرق کر دیتا ہے۔ ایسا مرشد تو طالب کے لُوں لُوں میں بستا ہے۔

مرشد وانگ سُنارے ہووے جیہڑا گھت کٹھالی گالے ھُو
پا کٹھالی باہر کڈھے بُندے گھڑے یا والے ھُو

جس طرح زرگر سونے کو کٹھالی میں ڈال کر پگھلا کر اسے مائع کی شکل دیتا ہے اور پھر اس سے اپنی مرضی کا زیور تیار کرتا ہے آپؒ فرماتے ہیں کہ مرشدِ کامل کو بھی ایسا ہونا چاہیے کہ طالبِ مولیٰ کو عشق کی بھٹی میں ڈالے اور اسمِ اللہ ذات کی حرارت سے اس کے وجود کے اندر سے خواہشات ماسویٰ اللہ نکال باہر کرے یعنی اس کی پہلی عادات و خواہشات کو ختم کر دے اور پھر اپنی مرضی کے مطابق اس کی تربیت کرے اور اس کو تیار کرے۔

ایہہ تن میرا چشماں ہووے تے میں مُرشد ویکھ نہ رَجاں ھُو
لُوں لُوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں ہِک کھولاں تے ہِک کُجاں ھُو
اتنا ڈِٹھیاں صبر ناں آوے میں ہور کِتے وَل بھجاں ھُو
مُرشد دا دیدار ہے باھُوؒ مینوں لکھ کروڑاں حجاں ھُو

کاش میرا سارا جسم آنکھ بن جائے تا کہ وہ ہر لمحہ مرشد کا دیدار کرتا رہے۔ بلکہ یہ بھی کم ہے بلکہ میری تو خواہش ہے کہ میرے جسم کے روئیں روئیں میں لاکھ لاکھ آنکھیں ہوں تا کہ آنکھ جھپکتے وقت لمحہ بھر کے لئے کچھ آنکھیں بند بھی ہو جائیں تو میں باقی کھلی ہوئی آنکھوں سے مرشد کے دیدار میں محو رہوں۔ اتنی آنکھوں سے دیدار کرنے کے باوجود بھی میری طلب اور خواہش کم نہیں ہوتی۔ بے قراری اور بے چینی بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ کیونکہ مرشد کا دیدار میرے لئے کروڑہا حج کے برابر ہے۔ اللہ کرے یہ حج مجھے ہمیشہ نصیب رہے۔

الف اللہ چنبے دی بُوٹی میرے مَن وِچ مُرشد لاندا ھُو
جس گت تے سوہنا راضی ہوندا اوہو گت سکھاندا ھُو
ہر دم یاد رکھے ہر ویلے آپ اُٹھاندا بہاندا ھُو
آپ سمجھ سمجھیندا باھُوؒ آپے آپ بَن جاندا ھُو

میرے مُرشد نے میرے دل میں ''اسمِ اللہ ذات'' کا نقش جما دیا ہے۔ میرے مرشد کامل کو میری جو حالت، عادات اور کیفیات پسند ہیں وہی مجھے سکھاتا ہے اور وہ مجھے ہر لمحہ ہر آن یاد رکھتا ہے اور اس کی نظرِ رحمت و محبت و شفقت کسی لمحہ بھی مجھ سے نہیں ہٹتی۔ میرے قول و فعل اور حرکات و سکنات تک اس کی رضا کے مطابق ہیں۔ وہ خود ہی مجھے راہِ حق کے اسرار و رموز سکھاتا ہے اور مجھے اپنی محبت میں فنا کر کے اور میری ذات کو ختم کر کے وہ خود ہی بن جاتا ہے۔

تو تاں جاگ نہ جاگ فقیرا انت نوں لوڑ جگایا ھُو
اکھی میٹیاں نہ دِل جاگے، جاگے جاں مطلب نوں پایا ھُو
ایہہ نکتہ جداں کیتا پختہ تاں ظاہر آکھ سنایا ھُو
میں تاں بھُلی ویندی ساں باھُوؒ مینوں مرشد راہ وکھایا ھُو

محض آنکھیں بند کرنے یا مراقبہ میں بیٹھنے سے دِل بیدار نہیں ہوتا۔ ایسا تو تُو اپنی ضرورت کے لئے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے کرتا ہے بلکہ دِل تو تب بیدار ہوتا ہے جب ذکر و تصورِ اسمِ اللہ ذات سے دیدارِ ذات ہوتا ہے۔ میں بھُولا بھٹکا ہوا تھا۔ محض وِرد و وظائف اور مراقبوں کو ہی حقیقت سمجھ بیٹھا تھا یہ تو میرا مرشد کامل ہے جس نے مجھے حق کی راہ دکھائی اور میں نے یہ نکتہ پختہ کر لیا اور پھر حقیقت کو پالیا۔

جے توں چاہیں وحدت رب دی مَل مُرشد دِیاں تلیاں ھُو
مُرشد لطفوں کرے نظارہ گُل تھیون سب کلیاں ھُو
اِنہاں گُلاں وِچوں ہِک لالہ ہوسی گُل نازک گُل پھلیاں ھُو
دوہیں جہانیں مُٹھے باھُوؒ جنہاں سنگ کیتا دو ڈلیاں ھُو

اے طالب اگر تو دیدارِ حق تعالیٰ اور معرفتِ حق تعالیٰ کا طالب ہے تو مرشد کی اطاعت اتباع اور غلامی کر اور مرشد کی پیروں کی تلیاں ہاتھوں سے مل یعنی مرشد کی غلامی میں مکمل طور پر داخل ہو جا۔ راہِ فقر نگاہ سے طے ہوتا ہے۔ جب مرشد نگاہ کرے گا تو تیری آرزو یعنی معرفتِ حق تعالیٰ حاصل ہو جائے گی۔ جس نے مرشد سے رشتہ توڑ لیا وہ وصالِ الٰہی سے محروم رہا۔ جس نے دو

مرشدوں یا دوجگہ سے معرفتِ حق تعالیٰ حاصل کرنی چاہی اس نے دونوں جہانوں میں خسارہ اٹھایا۔

جتھے رَتی عشق وکاوے اُوتھے مَناں اِیمان دِویوے ھُو
کتب کتاباں وردِ وظیفے اُوتر چا کچیوے ھُو
باجھوں مُرشد کُجھ نہ حاصل توڑے راتیں جاگ پڑھیوے ھُو
مریئے مرن تھیں اگے باھُوؒ تاں رب حاصل تھیوے ھُو

اے طالب اگر تو تمام زندگی شب بیداری اور ورد و وظائف میں گزار دے، لیکن مرشد کامل کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوگا ہاں اگر تمام مال و متاع، تمام علوم جو تم نے حاصل کیے، اور تمام عبادات اور ورد و وظائف کا ثواب دے کر ایک رتی عشق کی کہیں سے ملتی ہو تو لینے میں دیر نہیں کرنی چاہیے یاد رکھ بغیر زندگی کی بازی لگائے معرفتِ حق تعالیٰ حاصل نہیں ہوتی۔

جل جلیندیاں جنگل بَھوندیاں میری ہِکا گل نہ پکی ھُو
رِچلے چلیے مکے حج گزاریاں میری دِل دِی دَوڑ نہ ڈَکی ھُو
تریہے روزے پنج نمازاں ایہہ وِی پڑھ پڑھ تھکی ھُو
سَبھے مُراداں حاصل ہویاں باھُوؒ جداں مُرشد نظر مہر دِی تکی ھُو

اے طالب تو جنگل جنگل، صحرا صحرا پھرتا رہا، چلہ کشی میں مصروف رہا، نمازیں پڑھ پڑھ کر، روزے رکھ رکھ کر اور حج کر کے تھک گیا لیکن دِل کی مراد پوری نہ ہوئی یعنی معرفتِ حق تعالیٰ حاصل نہ ہو سکی۔ لیکن جب مرشد کامل نے ایک نگاہ ڈالی تو سارے حجاب دور ہو گئے۔

عشق اسانوں لسیاں جاتا کر کے آوے دھائی ھُو
جِتول ویکھاں مَینوں عشق دسیوے، خالی جگہ نہ کائی ھُو
مُرشد کامل ایسا ملیا جس دِل دی تاکی لاہی ھُو
میں قربان اس مُرشد باھُوؒ جس دَسیا بھید اِلٰہی ھُو

آپؒ فرماتے ہیں کہ عشق حقیقی اس کمزور اور ناتواں جان پر پورے زور و شور سے حملہ آور ہو چکا ہے اور اس نے وجود پر اس حد تک غلبہ پالیا ہے کہ جدھر نظر اٹھتی ہے ذاتِ اِلٰہی کے

جلوے نظر آتے ہیں اور یہ سب کچھ ہمارے مرشد کامل کی وجہ سے ہے جس نے دل کا دریچہ کھول کر ہمیں بھیدِ الٰہی سے آشنا کر دیا ہے۔

کیا ہویا بُت اوڈھر ہویا دِل ہرگز دُور نہ تھیوے ھُو
سَے کوہاں تے میرا مُرشد وَسدا مینوں وِچ حضور دِسیوے ھُو
جیندے اندر عشق دِی رَتی اوہ بن شرابوں کھیوے ھُو
نام فقیر تنہاں دا باھُوؒ قبر جنہاں دی جیوے ھُو

اگرچہ میرے مرشدِ کامل کا جسم ہزاروں میل دور ہے لیکن میرے دِل سے دور نہیں ہے وہ تو ہمیں عین حضور دکھائی دیتا ہے اور ہم اسکے عشق کی شراب سے مخمور ہیں فقیر (مرشدِ کامل) تو وہ ہوتا ہے جس کو موت (ظاہری) کے بعد حیاتِ جاودانی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اس کا مزار روحانی فیوض و برکات کا منبع بن جاتا ہے۔

مُرشد مینوں حج مکے دا رحمت دا دروازہ ھُو
کراں طواف دوالے قبلے نِت ہووے حج تازہ ھُو
کُن فیکون جَدوکا سنیا ڈِٹھا مرشد دا دروازہ ھُو
مُرشد سدا حیاتی والا باھُوؒ اوہو خضر تے خواجہ ھُو

اس بیت میں مرشد کے دیدار کو آپؒ نے حج کا درجہ دیا ہے اور اُسے بابِ رحمت الٰہی بتایا ہے اور آپ مرشد سے ملاقات کو ''طواف'' کا درجہ دیتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ جب سے ''کن فیکون'' سنا ہے ہمیں اپنے مرشد کی پہچان نصیب ہوگئی ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ میرا مرشد ہمیشہ کے لئے زندہ اور حیات ہے اور وہی ہمارا راہبر و راہنما ہے۔

مُرشد کامل اوہ سَہیڑیئے جیہڑا دو جگ خوشی وِکھاوے ھُو
پہلے غم ٹکڑے دا میٹے وَت رب دا راہ سمجھاوے ھُو
اِس کلر والی کندھی نوں چا چاندی خاص بناوے ھُو
جس مرشد ایتھے کُجھ نہ کیتا باھُوؒ اوہ کوڑے لارے لاوے ھُو

مرشد کامل ایسا ہونا چاہیئے جو دونوں جہانوں میں نجات دہندہ ہو۔ پہلے طالب کے اندر سے مادیت کو نکال کر معرفت اللہ کی راہ دکھلائے اور پھر طالب کے اندر سے دنیاوی خواہشات ومحبت نکال کر اللہ کی محبت اور عشق میں غرق کردے جو مرشد ایسا نہ کرسکے وہ کذاب اور جھوٹا ہے۔

مرشد مکہ تے طالب حاجی کعبہ عشق بنایا ھُو
وِچ حضور سدا ہر ویلے کریئے حج سوایا ھُو
ہک دم میتھوں جدا نہ ہووے دِل ملنے تے آیا ھُو
مرشد عین حیاتی باھُوؒ میرے لُوں لُوں وِچ سمایا ھُو

آپؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح ایک حاجی کعبہ کی زیارت کا شوق دل کے اندر رکھتا ہے۔اسی طرح مرشد کے لئے میرا عشق بھی وہی درجہ رکھتا ہے۔ میرا مرشد سینکڑوں میل دور ہوتے ہوئے بھی میرے پاس ہوتا ہے اور کبھی بھی مجھ سے جدا نہیں ہوتا اور ہر لمحہ ہر وقت وہ مجھے اپنے دل کے اندر دکھائی دیتا ہے اور وہ ایسا جوہرِ حیات ہے جو میرے لُوں لُوں میں سما چکا ہے۔

مرشد ہادی سبق پڑھایا بن پڑھیوں پیا پڑھیوے ھُو
اُنگلیاں وِچ کناں دے دِتیاں بن سنیوں پیا سنیوے ھُو
نین نیناں وَلوں تُرتُر تکدے بن ڈِٹھیوں پیا ڈِسیوے ھُو
باھُوؒ ہر خانے وِچ جانی وَسدا کَن سِر اوہ رکھیوے ھُو

میرے (مرشد) ہادی نے مجھے اسمِ اللہ ذات کا ایسا سبق پڑھایا ہے کہ میرا دِل ہر لمحہ اسے پڑھ رہا ہے۔ میں کانوں میں انگلیاں دے لوں تب بھی یہ ذِکر مجھے سنائی دے رہا ہے اور اب تو یہ حالت ہے کہ آنکھیں بند کرلوں تو بھی محبوبِ حقیقی دکھائی دے رہا ہے۔ اے باھُوؒ اب تو محبوبِ حقیقی جسم کے ہر خانے (آنکھیں، سر، کان، دل) میں بسیرا کیئے ہوئے ہے۔

مرشد باجھوں فقر کماوے وِچ کفر دے بُڈے ھُو
شیخ مشائخ ہو بہندے حجرے، غوث قطب بن اُڈے ھُو

تسبیحاں نَپ بہن مسیتی جویں مُوش بہندا وڑ کھڈے ھُو
رات اندھاری مشکل پینڈا باھُوؒ سے سَے آون ٹھڈے ھُو

انسان بغیر مرشد کامل کی راہنمائی کے نہ صرف وصالِ حق سے محروم رہتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات کفر میں مبتلا ہو کر خدا کی ہستی کا ہی منکر ہو جاتا ہے کیونکہ جب اسے اپنی ''عقلی جدو جہد'' سے خدا کا وصال نصیب نہیں ہوتا۔تب وہ سمجھ لیتا ہے کہ اسکی ہستی ہی نہیں ہے یوں وہ کفر کے اندھیروں میں گم ہو جاتا ہے یا انا پرستی اور خود پرستی میں مبتلا ہو جاتا ہے یا پھر زیادہ سے زیادہ کسی حجرے میں پیر بن کر بیٹھ جاتا ہے اور غوث وقطب کہلانے لگتا ہے کوئی تسبیح پکڑ کر یوں مسجد یا حجرے میں جا بیٹھتا ہے۔جس طرح کوئی چوہا بل میں دبک کر بیٹھ جاتا ہے اس طرح اپنی عبادات وریاضت کا ڈھونگ رچاتا ہے۔مرشدِ کامل کے بغیر لاعلمی کی تاریکی میں رہتے ہوئے اس دشوار گزار راستے میں ٹھوکریں ہی ٹھوکریں ہیں

سَے روزے سَے نفل نمازاں سَے سجدے کر کر تھکے ھُو
سَے واری مکے حج گزارن دِل دِی دوڑ ناں مکّے ھُو
چلے چلیے جنگل بھونا اِس گل تھیں ناں پکے ھُو
سب مطلب حاصل ہوندے باھُوؒ جد پیر نظر اِک تکے ھُو

میں نے معرفتِ الٰہی کے حصول کے لئے ہزاروں نوافل ادا کیے۔سینکڑوں مرتبہ سجدہ میں سر رکھ کر التجا کی۔حج ادا کیے، چلہ کشی میں مصروف رہا۔جنگل جنگل کوچہ کوچہ کی خاک چھانی لیکن ناکام رہا لیکن جیسے ہی میرے مرشد کامل نے ایک نگاہِ فیض مجھ پر ڈالی تو میں نے اپنی منزلِ حیات کو پالیا۔

ناں میں سنی ناں میں شیعہ میرا دوہاں توں دِل سڑیا ھُو
مک گئے سبھ خشکی پینڈے جدوں دریا رحمت وِچ وڑیا ھُو
کئی منتارے تر تر ہارے کوئی کنارے چڑھیا ھُو
صحیح سلامت چڑھ پار گئے اوہ باھُوؒ جنہاں مرشد دا لڑ پھڑیا ھُو

میں نہ تو سنی ہوں اور نہ ہی شیعہ اور اس فرقہ پرستی کی وجہ سے میرا دل ان سے جلا ہوا

ہے۔ جب مجھے اللہ تعالیٰ کا وصال نصیب ہوا اور میں دریائے وحدت میں غوطہ زن ہوا تو معلوم ہوا وہاں تو یہ سب جھگڑے ہی نہیں تو میں نے دین کی کنہہ کو پالیا۔ فرقہ پرستی سے ماوراحق کی اس منزل تک وہی پہنچتا ہے جو کسی مرشد کامل کے دامن سے وابستہ ہوجاتا ہے۔

نال رب عرش معلیٰ اُتے نال رب خانے کعبے ھُو
نال رب علم کتابیں لبھا نال رب وِچ محرابے ھُو
گنگا تیرتھیں مول نہ ملیا مارے پینڈے بے حسابے ھُو
جد دا مرشد پھڑیا باھُوؒ چھٹے کل عذابے ھُو

میں نے اللہ تعالیٰ کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ اللہ پاک کا ٹھکانہ نہ عرشِ معلیٰ پر ہے اور نہ ہی خانہ کعبہ میں ہے اور نہ ہی کتابوں میں اور نہ ہی مساجد و محراب میں ہے۔ اور نہ ہی جنگلوں میں جا کر زُہد و ریاضت کرنے میں ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ کا ٹھکانہ تو مرشد کامل (صاحبِ راز) کے سینے میں ہے اور میں نے جب سے مرشد کا دامن پکڑ لیا ہے تلاشِ حق تعالیٰ کیلئے میری ساری مشقتیں اور پریشانیاں ختم ہوگئی ہیں۔

حضرت ابو حامد امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت ابو حامد امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفیاء کرام کی جماعت (مرشدِ کامل کی بیعت) میں داخل ہونا فرضِ عین ہے کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کوئی بھی شخص قلبی امراض اور عیوب سے خالی نہیں۔ آپؒ فرماتے ہیں میں ابتداء میں احوالِ صالحین اور مقاماتِ عارفین کا منکر تھا حتیٰ کہ میں اپنے مرشد حضرت یوسف نساجؒ کی غلامی اور صحبت سے فیض یاب ہوا وہ مجاہدہ کے ساتھ میرے قلب کی صفائی کرتے رہے یہاں تک کہ میں وارداتِ الٰہیہ سے مشرف ہوا اور میں نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابو حامدؒ اپنی تمام مشغولیات کو چھوڑ دو اور اس قوم کی سنگت اختیار کرو جن کو میں نے زمین پر اپنی توجہ کا مرکز بنایا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے میری محبت میں دونوں جہانوں (دنیا اور آخرت) کا سودا کرلیا ہے۔ میں نے عرض

کی باری تعالیٰ مجھے اِن کے بارے میں حُسنِ زن عطا فرما۔ فرمایا، میں نے فرمادیا، فرمایا دنیا کی محبت میں مشغول نہ ہونا یہی تیرے اور اِن کے درمیان دیوار ہے۔ اور دنیا کی محبت سے خود بخود دستبردار ہو جا قبل اس کے کہ تجھے خود بخود ہاتھ اٹھانا پڑے۔ اے غزالیؒ میں نے تجھ پر جوارِ اقدس اور اپنے انوار کی بارش کر دی۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں میں خوشی خوشی بیدار ہوا اور اپنے مرشد شیخ یوسف نساجؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خواب کا ذکر کیا۔ آپؒ مسکرائے اور فرمایا اے ابو حامدؒ یہ تو ہمارے ابتدائی اشارے ہیں۔ اگر تو نے ہماری غلامی جاری رکھی تو تیری بصیرتِ الٰہی کو تائیدِ الٰہی کا سرمہ لگا دیا جائے گا۔

حضرت شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ

شیخ (مرشدِ کامل) کا فائدہ یہ ہے کہ وہ مرید کے لیے ''وصول الی اللہ'' کے راستہ کو مختصر کر دیتا ہے۔ جو بغیر شیخ (مرشدِ کامل) کے اِس راستہ پر چلتا ہے وہ بھٹک جاتا ہے۔ اور اپنی تمام عمر صرف کرنے کے باوجود بھی منزلِ مقصود کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ شیخ راہبر کی مثل ہوتا ہے۔ جو تاریک راتوں میں طالبوں کی راہنمائی کرتا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس منزل کا حصول بغیر شیخ (مرشد کامل) کے صرف کتابوں کے مطالعہ سے ممکن ہوتا تو حجتہ الاسلام حضرت ابو حامد امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اور امام عزالدین بن عبدالسلام رحمتہ اللہ علیہ جیسے علماءِ کرام کو شیخ (مرشد کامل) کی ضرورت پیش نہ آتی حالانکہ وہ مرشدِ کامل (شیخ) کی بیعت اور غلامی میں جانے سے قبل فرمایا کرتے تھے جو شخص بھی یہ گمان کرتا ہے کہ ہمارے طریقہ علم کے علاوہ بھی حصولِ علم کا کوئی اور راستہ ہے تو وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے لیکن جب دونوں نے طریقت میں داخل ہو کر مرشد کی صحبت میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی حلاوت چکھی تو فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے تو اپنی عمر کے کثیر ایام بے کاری اور حجاب میں گزار دیئے۔

حضرت شیخ احمد ابوزروق رحمتہ اللہ علیہ

شیخ ابو زروق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم و عمل کا مشائخ عظام سے حاصل کرنا

دوسرے لوگوں سے حاصل کرنے سے بہتر ہے۔جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے''بلکہ وہ روشن آئیتیں ہیں جو ان کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں علم دیا گیا'' (سورہ عنکبوت 49)۔آپؒ فرماتے ہیں تو اس راستے پر بغیر کسی راہبر کے نہ چل جسے تو جانتا نہیں وگرنہ اس کے نشیب وفراز میں گر جائے گا کیونکہ راہبر (مرشد کامل اکمل) ہی سالک کو امن وامان کے ساحل تک پہنچاتا ہے۔

حضرت شیخ محمد ہاشمی رحمتہ اللہ علیہ

آپؒ فرماتے ہیں کسی ایسے شیخ کے دستِ اقدس میں ہاتھ دو جو باحیات ہو، عارف باللہ مخلص اور صادق ہو علمِ صحیح اور ذوقِ سلیم کا مالک ہو اِس نے منازِل سلوک کو کسی مرشدِ کامل کے ہاتھ پر طے کیا ہو طریقت کے راستہ کے پیچ وخم جاننے والا ہو تاکہ تجھے اس راستہ میں آنے والی مصیبتوں، پریشانیوں اور ہلاکت سے بچائے اور ماسویٰ اللہ سے فرار کی تعلیم دے۔ نفس کے عیوب کو ختم کرے۔ اور جب تجھے اس کا عرفان حاصل ہو جائے تو تُو اُس سے محبت کرنے لگے اور جب تو اُس سے محبت کرنے لگے گا تو اُس کے احکام کی بجاآوری میں ہچکچاہٹ نہیں کرے گا اور اس طرح وہ تجھے اللہ تعالیٰ تک پہنچادے گا۔

حضرت شیخ ابنِ حجر ہیثمی رحمتہ اللہ علیہ

شیخ وفقیہہ اور محدث احمد شہاب الدین بن حجر ہیثمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالک کے لیے بہتر ہے کہ قربِ الٰہی کو حاصل کرنے کے لیے ان امور پر کاربند رہے جن کا حکم اس کے شیخِ کامل نے دیا ہے کیونکہ اس کا شیخ ہی طبیبِ اعظم ہے وہ ہر طالب کے لیے اس کی قلبی بیماری اور اس کے مزاج کے مطابق دوا تجویز کرتا ہے اور اس کو وہی غذا دیتا ہے جو اس کے لیے فائدہ مند ہو۔

شیخ الاسلام حضرت ابراہیم باجوری رحمتہ اللہ علیہ

آپؒ فرماتے ہیں کسی شیخ کے ہاتھ پر ریاضت کی منازل طے کرنا زیادہ منافع بخش ہے

فرماتے ہیں کہ ایک ہزار آدمیوں کے لیے ایک مردِ کامل کا حال ایک آدمی کو ہزار آدمیوں کے وعظ سے بہتر ہے آپؒ فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیے کہ اپنے شیخ کے حضور مؤدب رہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی نگاہ کامل سے اِس کے دِل کا آئینہ صاف ہو جائے۔

حضرت علامہ شیخ طیبی رحمتہ اللہ علیہ

علامہ شیخ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ عالم اگرچہ اپنے علم میں کتنا ہی متبحر ہو اور اپنے زمانہ کا یکتاءِ روزگار ہو تو بھی اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے علم پر اکتفا کرے بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ اہلِ طریقت کی بارگاہ میں حاضر ہو تا کہ اہلِ طریقت صراطِ مستقیم کی طرف اس کی راہنمائی کریں یہاں تک کہ وہ اِن لوگوں میں سے ہو جائے جن کے تصفیۂ باطن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں الہام فرماتا ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ دنیاوی آلائش سے چھٹکارہ حاصل کرے اور اس کے علم میں جو حرص و ہوا اور نفسِ امارہ کی آلائش ہو چکی ہے اس سے اجتناب کی کوشش کرے اور اس سے مکمل چھٹکارہ کے لیے اور علمِ لدُنی کے حصول کے لیے کسی ایسے شیخ کامل کی خدمت میں حاضر ہو جائے جو نفسیاتی امراض کے خاتمہ اور نفس کی معنوی نجاسات سے پاک کرنے کا طریقہ جانتا ہو تا کہ وہ اسے نفسِ امارہ کی رعونت اور اس کی خفیہ فریب کاریوں سے نجات دلائے اہلِ طریقت کا اجماع ہے کہ انسان پر کسی شیخِ طریقت (مرشدِ کامل اکمل) کی بیعت کرنا واجب ہے جو اسے اِن اخلاق و عاداتِ بد کو زائل کرنے کا طریقہ بتائے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضوری سے مانع ہوں۔

حضرت ابن عطاء اللہ سکندری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابن عطاء اللہ سکندریؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص طریقت اور راہِ سلوک کو اپنانے کا پختہ عزم رکھتا ہو اسے چاہیے کہ کسی شیخ (مرشد کامل) کی تلاش کرے جو اہلِ تحقیق میں سے ہو اور طریقت کے اسرار و موز سے واقف ہو اور اسے مولیٰ کی بارگاہ کی حضوری حاصل ہو جب اسے ایسا مرشد مل جائے جو ان تمام صفات کا جامع ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے حکم کی اتباع کرے اور جن

چیزوں کو ترک کرنے کا حکم دے ان سے رک جائے آپؒ فرماتے ہیں کہ تیرا شیخ وہ نہیں جس سے تو نے کچھ سنا بلکہ تیرا شیخ وہ ہے جس سے تو نے کچھ حاصل کیا۔ تیرا شیخ وہ نہیں جس کا کلام تم نے سنا بلکہ تمہارا شیخ وہ ہے جس کا ایک اشارہ تم میں سرایت کر جائے۔ تیرا شیخ وہ نہیں جو تمہیں دروازہ کی طرف بلائے بلکہ تیرا شیخ وہ ہے جو تمہارے تمام حجابات اٹھا دے تمہارا شیخ وہ نہیں جو تمہیں اپنے سے بھی بلند مقام پر فائز کر دے بلکہ تمہارا شیخ وہ ہے جو تمہیں حرص وہوا (نفسانی خواہشات) کے قید خانہ سے باہر نکال کر مولیٰ سے ملا دے۔

● —— فرماتے ہیں تمہارا شیخ وہ ہے جو تمہارے دِل کے آئینہ کو صیقل (صاف) کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں انوارِ الٰہی اور اس کی تجلیات کی بارش ہو جاتی ہے۔ اور پھر تجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک لے جائے اور اس سفر میں تمہارے ساتھ قدم بقدم رہے حتیٰ کہ بارگاہِ قدسی کے انوار میں داخل کر کے کہے کہ یہ ہے تمہارا پروردگار۔ اور ایسے شخص کی صحبت اختیار نہ کر جس کا حال تمہاری بلندئ درجات کا سبب نہ ہو اور جس کا حال اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی نہ کرے۔

حضرت خواجہ حافظ رحمتہ اللہ علیہ

آناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

جو لوگ اپنی نظر سے خاک کو کیمیا کر دیتے ہیں کاش اپنی نظر کا ایک گوشہ ہماری طرف بھی کر دیں۔

حضرت مولانا رُوم رحمتہ اللہ علیہ

مرشدِ اقبال مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ہیچ کس از نزد خود چیزے نہ شُد
ہیچ آہن خنجر تیزے نہ شُد
ہیچ حلوائی نہ شُد استادِ کار
تا کہ شاگردے شکر ریزے نہ شُد

مولوی ہر گز نہ شُد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزے نہ شُد

ترجمہ: کوئی خود سے کچھ نہیں بن سکتا کوئی لوہا خود بخود تیز خنجر نہیں بن سکتا جب تک وہ کسی لوہار کے ہاتھ نہیں چڑھتا اور حلوائی از خود اپنے کام کا استاد نہیں بن جاتا جب تک وہ کسی حلوائی یا شکرریز کی شاگردی نہیں کرتا پھر فرماتے ہیں کہ میں خود بھی مولوی سے مولانا رُوم نہ بن سکا جب تک میں نے شاہ شمش تبریزؒ کی غلامی اختیار نہ کی۔

حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ

مریدِ مولانا رُوم علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صحبت پیرِ رُوم سے مجھ پہ ہوا یہ راز فاش
لاکھ حکیم سر بہ جیب ، ایک کلیم سر بکف

حدیثِ دِل کسی درویشِ بے گلیم سے پوچھ
اللہ کرے تجھے تیرے مقام سے آشنا

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ

آپؒ فرماتے ہیں۔ پیرِ کامل کی صحبت اور غلامی کے بغیر کوئی شخص صوفی اور عارف باللہ نہیں بن سکتا۔

حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ

آپؒ فرماتے ہیں کہ توحید، رسالت، عقائد، زُہد وتقویٰ، مکاشفات ذکر، اذکار وغیرہ کی درستگی کے لیے شیخِ کامل کا ہونا ضروری ہے اور راہ سلوک کا ایک شیخ کے بغیر طے کرنا ممکن نہیں فرماتے ہیں خواہ کتنا ہی زاہد اور عابد کیوں نہ ہو وہ شیطان کے پھندوں سے نہیں بچ سکتا یہ علم سلسلہ وار بزرگوں سے چلا آرہا ہے فرماتے ہیں کہ کسی شیخِ کامل سے ذکر کا صحیح طریقہ سیکھنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے اور اس تعلیم کی ابتداء رسول اللہ ﷺ سے شروع ہوتی

ہے اور شیخ کامل نائب رسول ہوتا ہے۔ اور مریدین کو راہ حق (صراطِ مستقیم) دکھاتا ہے آپؒ نے اپنی تعلیمات میں اس بات پر بہت زور دیا ہے۔ کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

آپؒ فرماتے ہیں سورہ مائدہ کی آیت نمبر 35 (یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ) میں وسیلہ تلاش کرنے کا جو حکم ہے اس وسیلے سے مراد مرشد کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔

حضرت شمش الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ پیر کامل کے بغیر روحانیت میں ترقی ممکن نہیں آپؒ نے فرمایا پیر کی محبت سے خدا اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نصیب ہوتی ہے۔ مرید کو چاہیے کہ خود کو مرشد میں محو کر دے تاکہ وہ خدا اور رسول اللہ ﷺ کے مظہر کو دیکھ سکے۔

حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ فرماتے ہیں ولی کامل (مرشد کامل) کسی بھی انسان کو ایک لحہ میں واصل باللہ بنا سکتا ہے۔

حضرت ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ فرماتے ہیں کہ شیخ پکڑنا، کتاب، سنت، اجماع اور قیاس کے عین مطابق ہے جب تک سالک کے نفس پر تشدد کی ضرورت ہوتی رہے تو وہ راہِ شریعت پر چلنے والا ہوتا ہے اور جب بخوشی عبادت کرے اور عبادت میں لذت بھی ہو تو یہ طریقت ہے، طریقت میں نوبت قال کی بجائے حال پر پہنچ جاتی ہے اور قال اور حال میں اتنا ہی فرق ہے جتنا صاحبِ قال اور صاحبِ حال میں فرق ہوتا ہے یہی عاشقوں کی جماعت ہے

حضرت عزّ الدّین عبد العزیز بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ شروع شروع میں اولیاء کرامؒ کے منکر تھے۔ جب حضرت ابوالحسن شاذلیؒ کا کلام سنا تو چیخ اٹھے کہ لوگو! سنو یہ وہ کلام ہے جو پہلے نازل نہیں ہوا۔ اس کلام سے متاثر ہو کر آپؒ نے حضرت ابوالحسن شاذلیؒ کی بیعت اختیار کی جب آپؒ کی مجلس میں رہ کر حلاوتِ ایمان نصیب ہوئی تو فرمایا کہ گروہ صوفیاء دین کی بڑی بنیاد پر قائم ہے اور ان کی دلیل ان کی وہ کرامات ہیں جو ان کے ہاتھوں صادر ہوتی ہیں آپؒ نے یہ بھی فرمایا جو لوگ ان بزرگوں کو نہیں مانتے ان کے چہروں پر راندۂ درگاہ ہونے اور غضبِ الٰہی کی علامات پائی جاتی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ان کے چہرے بے نُور اور بے رونق ہوتے ہیں اور یہ حقیقت اہلِ مشاہدہ سے پوشیدہ نہیں۔

حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ فرماتے ہیں طریقت میں خدا سے دل کا بلاواسطہ تعلق قائم کر دیا جاتا ہے جس نے یہ نہ سیکھا وہ نکما ہے اور مدارِ طریقت بیعت پر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ نے فرمایا اولیاء کرامؒ کا طریق صحابہ کرامؓ کا طریق ہے کوئی کتنا بڑا پرہیزگار کیوں نہ ہو بزرگوں کی صحبت سے مستثنیٰ نہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے دو سال تک حضرت بہلول داناؒ کی صحبت اختیار کی اور فرمایا کرتے تھے اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو گیا ہوتا آپؒ کا فرمان ہے کہ پیر کا سایہ ذکر سے بہتر ہے۔

حضرت سائیں توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ کا فرمان ہے کہ بیعت کرنے سے مرید کو دینی اور دنیاوی کاموں میں اللہ کی حفاظت مل جاتی ہے فرماتے ہیں کہ مرید کی ہر چیز کا مالک اس کا پیر ہوتا ہے۔ اور اس کے بدلے

میں پیر پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے ۔کہ مرید کی جان کنی کے وقت مدد کرے تاکہ اس کے لب پر ذکرِ الٰہی جاری ہو جائے اور شیطان اس کا ایمان سلب نہ کر لے فرماتے ہیں پیر منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں آسانی پیدا کرواتا ہے ۔اور پل صراط پر اس کی مدد کرتا ہے اور بالآخر سید المرُسلین ﷺ کی شفاعت میں داخل کروانے کا ذمہ دار ہوتا ہے فرماتے ہیں کہ جو مرید دل و جان سے پیر کے عاشق ہوں اِن کا معاملہ تو بیان سے باہر ہے (ذکرِ خیر)

حضرت میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ

مرد نگاہ کرن جس ویلے، مشکل رہے نہ کائی ❶ ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ مرداں دے آئی
کامل پیر محمد بخشا لال بناون پتھر دا ❷ مرد ملے تے مرض گواوے، اوہُن دے گُن کردا
ہک ہک سخن شریف انہاں دا کردا محرم رازوں ❸ صحبت مجلس پیر میرے دی بہتر نفل نمازوں
کھریاں گلاں، کھریاں چالاں، دامن پاک ریاوں ❹ چُبھی مار لیاون موتی وحدت دے دریاوں
میں گلیاں دا رُوڑا کوڑا محل چڑھایا سایاں ❺ خشخش جتنا قدر نہ میرا میرے صاحب نوں وڈیایاں

❶ راہِ باطن میں پیش آنے والی تمام مشکلات کا حل صرف مرشدِ کامل کے پاس ہے اُس کی نگاہِ الفت جس وقت پڑ جائے تو اس راہ کی تمام مشکلات دور ہو جاتی ہیں ۔ ❷ مرشدِ کامل جب مل جائے تو وہ تمام روحانی امراض (لالچ ،حسد، تکبر، انانیت، ہوس، بغض، کینہ) کو دور کر کے دل کو پاک وصاف کر دیتا ہے اور ایسے مردانِ خدا (مرشدِ کامل) ہی ہیں جو پتھر کو لعل و جواہر میں بدل دیتے ہیں یعنی نکمے اور دنیا دار شخص کو ولی اللہ بنا دیتے ہیں ۔ ❸ میرے مرشد کی محفل نفل نمازیں پڑھنے سے بہتر ہے کیونکہ اُن کی گفتگو کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک نگاہ مجھے اسرارِ الٰہی سے آگاہ کر رہی ہے ۔ ❹ وہ ہر لحہ وحدت کے دریا میں غرق رہتے ہیں اور وہاں سے ہر لحہ نئے اسرارِ الٰہی کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں اُن کی گفتگو اور باتیں صاف اور حق پر مبنی ہوتی ہیں اور اُن کے دامن ریاکاری سے پاک ہیں ۔ ❺ میری حیثیت تو بہت معمولی ہے اور خود کو خشخاش کے دانے سے بھی بے وزن اور کم تر سمجھتا ہوں آج میں جو کچھ ہوں یہ صرف میرے مرشد کا کرم اور فضل ہے میں تو گلیوں میں پڑی گندگی سے بدتر تھا یہ تو اُن کا کرم ہے کہ مجھ کو پاک صاف کر کے اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے ۔

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

● آپؒ میرے مرشدِ کریم ہیں آپؒ اکثر حضرت سلطان باھُوؒ کا یہ فقرہ دہرایا کرتے تھے کہ مرشد کامل قادری (سروری قادری) ہر مقام پر حاضر اور ہر کام پر قادر رہتا ہے آپؒ نے اپنے مرشد پاک کی اتباع اس طرح کی تھی کی آپؒ کی ذاتی اور عوامی زندگی اُنؒ کا نمونہ بن کر رہ گئی تھی آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ مرشد کامل اکمل وہ ہوتا ہے جو طالب سے ریاضت، چلہ کشی اور وِرد و وظائف نہیں کرواتا بلکہ اسمِ اللہ ذات کی راہ جانتا ہے۔ اور طالب کو اسمِ اللہ ذات کا ذکر، اور تصور کیلئے خالص سونے کا بنا ہوا اسمِ اللہ ذات عطا کرتا ہے اور مشقِ مرقومِ وجودیہ کی راہ دکھا کر اسے راہِ سلوک پر گامزن کر دیتا ہے کیونکہ یہ وہ طریق ہے جو سینہ بہ سینہ چلا آ رہا ہے اور کتابوں میں درج نہیں یعنی ذکر، تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اللہ ذات کے ذریعے اس کے قلب اور وجود کو پاک کر کے اسے رب کے حضور پیش کر دیتا ہے جو مرشد یہ نہیں کر سکتا وہ ناقص ہے اس کی اتباع نہیں کرنی چاہیے آپؒ فرمایا کرتے تھے مرشد کامل کی مجلس میں بیٹھنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد میں اضافہ اور دل میں محبتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ حدیثِ نبوی ﷺ ہے حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ ''نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ کون سا دوست افضل اور بہتر ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا جس کا دیدار تمہیں اللہ کی یاد دلائے اور جس کی گفتار تمہارے عمل میں زیادتی کا باعث بنے'' (مجمع الذوائد جلد 10)

● آپؒ فرمایا کرتے تھے طالب کو چاہیے کہ مشاہدہ حق تعالیٰ کیلئے ذکر، تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اللہ ذات جاری رکھے اور مرشد کی مجلس میں حاضری کی کثرت رکھے کیونکہ مرشد کی مجلس ہی ایک ایسی جگہ ہوتی ہے جس میں زنگ آلود قلوب کو پاک اور صاف کر کے اُن میں نورِ ایمان داخل کیا جاتا ہے۔ اگر روزانہ حاضر نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک بار، اگر ایسا نہ کر سکے تو مہینہ میں ایک بار ضرور مرشد کی مجلس میں صدق اور یقین کے ساتھ حاضر ہو کیونکہ مرشد کی مجلس اور محفل میں حاضری کے بغیر اسمِ اللہ ذات بھی دل میں قرار نہیں پکڑتا۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ ابتداء میں اسمِ اللہ ذات

کا ذکر اور تصور طالب کو مرشد کی بارگاہ کی طرف دوڑاتا ہے۔ اور طالب کو مرشد کے عشق میں مبتلا کر دیتا ہے پھر یہ عشق آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات کی طرف منتقل ہو کر آخر میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے عشق میں تبدیل ہو جاتا ہے اور طالب اپنی منزل پا لیتا ہے۔

● آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ مرشدِ کامل کے بغیر قربِ الٰہی اور مشاہدہ حق تعالیٰ کا دعویٰ کرتے ہیں وہ کذاب ہیں۔ اُن کی بات کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ طریقت کی تاریخ میں آج تک ایسا ممکن نہیں ہوا کہ کوئی مرشدِ کامل کی راہنمائی کے بغیر خود بخود راہِ سلوک کی منازل طے کرتا ہوا قربِ الٰہی میں پہنچ گیا ہو۔

✿ المختصر اس کتاب میں مرشدِ کامل اکمل کی تمام خصوصیات بیان کر دی گئیں ہیں اور یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ مرشدِ کامل اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان وسیلہ ہے اور مرشدِ کامل کا فرض یہ ہے کہ طالب یا سالک کو اللہ تعالیٰ سے ملا دے۔ اور اس راہ میں آنے والی تمام مشکلات اور رکاوٹوں سے طالب کو اس طرح گزارے کہ وہ ہر گزند اور نقصان سے محفوظ اور مامون رہے۔ اور ایسا مرشدِ کامل تلاش کرنا پھر اس سے زندگی کی حقیقت حاصل کرنا فرضِ عین ہے تاکہ انسان اس دنیا میں ہی اس بات سے آگاہ ہو جائے کہ آخرت میں اس کا مقام کیا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے ''اے نفسِ مطمئنہ لوٹ اپنے رب کی طرف ایسی حالت میں کہ وہ تجھ سے راضی ہے اور تو اس سے راضی ہے پس میرے بندگانِ خاص کے حلقہ میں شامل اور میری بہشت قرب وصال میں داخل ہو جا'' انسان تو اسی وقت راضی ہوتا ہے جب اس نے آخرت میں اپنے مقامات دیکھ لئے ہوں۔ قارئین ہم نے اپنے مرشدِ پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حکم پر سلطان الاذکار تصور اسمِ اللہ ذات اور مشقِ مرقومِ وجودیہ کا فیض عام کر دیا ہے۔ ہماری طرف سے دعوتِ عام ہے جو آنا چاہے دروازہ کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت کے لئے

فرقہ پرستی کے دور میں صراطِ مستقیم کی پہچان کے لئے

دل کے سکون اور اطمینان کے لئے

ذِکر اور تصور اسمِ اللہ ذات کیجیے

ذِکر اور تصور اسمِ اللہ کے حصول کے لئے رابطہ کریں

خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان **محمد نجیب الرحمٰن** صاحب سروری قادری مدظلہ الاقدس



سُلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

سُلطان الفقر ہاؤس

4/A۔ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790